مجله تحریک طالبان پاکستان
23
رجب المرجب ۱۴۴۵ ھ ق بمطابق فروری ۲۰۲۴ ء

MUJALLAH TALIBAN 23

RAJAB 1445, FEBRUARY2024



- پاکستان پر فوج کا قبضہ کیوں؟
- پاکستانیوں کا خون کتنا قیمتی ہے؟
- الیکشن 2024ء، چہرے نہیں نظام بدلو

HTTPS://UMNEWS.NET

UMAR MEDIA UMAR MEDIA UMAR MEDIA

فہرست مضامین

اداریہ
نیشنل یوتھ کانفرنس

جنوری کی 23 تاریخ کو صحافی حضرات نے رپورٹس دیں کہ آرمی چیف نے نیشنل یوتھ کانفرنس میں خطاب کیا اور طلباء کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ اس سلسلے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ آرمی چیف کا کام تقاریر کرنا نہیں ہے۔ گوکہ یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ اچھی تقریر کرسکتے ہیں لیکن ان کی تقریر کا قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسی تقاریر پاکستانی قوم پچھلے 75 سالوں سے سنتی آرہی ہے۔ بلوچستان میں جبری گمشدگی ختم کریں گے تو مظلوم عوام کے دلوں سے نفرت ختم ہوگی، نفرت ختم ہوگی تو معدنی ذخائر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معاشی ترقی کی جانب بڑھا جاسکے گا۔ صحرا میں دفن شدہ خزانے تقریروں سے نہیں نکلیں گے۔

پولیس میں کرپشن، بیوروکریسی میں کرپشن، عسکری اداروں میں کرپشن... اگر آپ لوگ چن چن کر پی ٹی آئی کے ممبران کو 9 مئی کا کیس بنا کر اٹھا سکتے ہیں تو پھر کرپٹ پولیس، کرپٹ سیاست دانوں، کرپٹ سول و فوجی افسران کو کیوں نہیں اٹھاتے؟۔

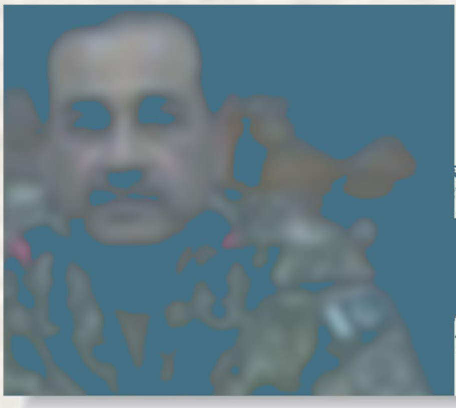
تقریر کرنے سے سٹیل مل نہیں چلے گی۔ پی آئی اے ترقی نہیں کرے گی۔ ریلوے کا نظام بہتر نہیں ہوگا اور تھانوں میں رشوت ختم نہیں ہوگی۔

اسلامی ریاست کہنے سے ریاست اسلامی نہیں بن جاتی۔ اگر ریاست طیبہ کی مثال دیتے ہیں تو پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کریں، برطانوی قوانین کو ختم کریں۔ پاکستان کا سیاسی، عدالتی، معاشی، عسکری، انتظامی غرض تمام شعبوں کے نظام مغربی طرز پر ہیں۔

اب اگر افغانستان میں اسلامی حکومت قائم ہے بھی تو آپ اپنی منافقانہ روش پر چلتے ہوئے ان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ بات اسلامی ریاست کی کرتے ہیں اور آپ کے سارے منصوبے امارت اسلامیہ افغانستان کو ناکام کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ کبھی غریب مہاجرین کی جبری بے دخلی اور کبھی سرحدوں پر غیر ضروری پابندیاں اور رکاوٹیں، خود کیلیئے اسلامی نظام نہیں چاہتے تو جہاں نافذ ہے وہاں کی حکومت اور عوام کو تو آرام سے رہنے دیں۔

اقبال نے شاید آپ جیسے لوگوں کے لیے ہی کہا تھا:

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں



پاکستان پر فوج کا قبضہ کیوں؟

انجینئر سعد فرقان

پاکستانی میڈیا میں یہ امتیاز بھی تحریک طالبان پاکستان کے مجلہ "طالبان" کو حاصل ہے کہ وہ پاکستان کے حوالے سے آزادانہ طور پر سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہہ سکتا ہے۔ غلط کو غلط، چور کو چور اور ظالم کو ظالم کہہ سکتا ہے ورنہ پاکستان کے غلامانہ ذہنیت رکھنے والے میڈیا میں تو وہی کچھ دکھایا اور بتایا جاتا ہے جو پاکستان پر قابض لوگوں کی منشا ہوتی ہے۔ جو میڈیا آج موجودہ افغان حکومت کے خلاف غلیظ پروپیگنڈا کر رہا ہے چند ماہ قبل یہی میڈیا طالبان کو اسلامی ہیرو کے طور پر پیش کر رہا تھا اور دنیا کو طالبان کی حکومت تسلیم کرنے کی تجاویز پیش کر رہا تھا۔ یاد رہے کل بھی یہ اسٹیبلشمنٹ کے اشاروں پر چل رہا تھا اور آج بھی اسی کے اشاروں پر ناچ رہا ہے۔ اس میڈیا میں اتنی ہمت نہیں کہ پاکستان پر قابض ظالموں کے حوالے سے کھل کر بات کر سکے۔

عمر میڈیا اکثر یہ بات پاکستانی عوام تک پہنچانے کی کوشش کرتا رہتا ہے کہ پاکستان کے مسائل کی جڑ اور پاکستان کے وسائل پر قبضہ فوجی افسران کا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ پاکستان پر فوج کا قبضہ کیوں ہے؟۔

بچپن میں اسکول میں ایک کہانی پڑھی تھی کہ دو بلیاں آپس ایک روٹی کے ٹکڑے پر لڑ رہی تھیں ایک کہتی کہ میں کھاؤں گی تو دوسری کہتی کہ میں کھاؤں گی۔ ایک بندر اوپر درخت پر بیٹھا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا، بولا میں فیصلہ کرتا ہوں، اس نے روٹی کے دو ٹکڑے کر کے ترازو میں ڈال دیے، بھاری پلڑے میں سے روٹی توڑی اور کھا گیا، دوسرا پلڑا بھاری ہوا تو اس میں سے زائد روٹی توڑی، جب پہلا پلڑا بھاری ہوا تو اس میں سے پھر روٹی توڑی۔ اس طرح کرتے کرتے ساری روٹی بندر کھا گیا اور بلیاں منہ دیکھتی رہ گئیں۔ پاکستانی سیاست میں بلیوں کا کردار سیاست دان کر رہے ہیں اور بندر کا کردار فوجی جرنیل۔

سیاست دان حکومت کی لالچ میں فوجی جرنیلوں کے غلامی پر بھی سمجھوتہ نہیں کرتے اور فوجی جرنیل سیاست دانوں کی اس لالچ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملکی وسائل دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہتے ہیں۔

پاکستان کی پوری تاریخ دیکھ لیں، سیاست دانوں کی ایک دوسرے کے خلاف سازشیں اور ان سازشوں میں جرنیلوں کی مداخلت بھری پڑی ہے لیکن کبھی کسی فوجی افسر کو سزا نہیں ملی بلکہ یہ چالاکی سے سیاست دانوں کو آپس میں لڑوا کر غائب ہو جاتے ہیں۔

پاکستان بننے کے ساتھ ہی سازشوں کی شروعات ہوئی۔ بانی پاکستان کے نام سے معروف شخص کی پراسرار موت، پھر لیاقت علی خان کا دن دیہاڑے قتل، سازشوں کا ایک بڑا جال نظر آتا ہے جس میں سکندر مرزا جنرل ایوب خان بھی نظر آتے ہیں، آگے چل کر ذوالفقار علی بھٹو اور یحیی خان کی سازشوں کی وجہ سے ملک ٹوٹا۔ بھٹو نے مخالفین کو کچلنے کے لیے اور لمبا اقتدار حاصل کرنے کے لیے جونیئر جنرل ضیاء الحق کو آرمی چیف بنایا۔ پھر اسی آرمی چیف نے بھٹو کو پھانسی پر لٹکا دیا، پھر افغان جہاد میں مجاہدین کی مدد کرنے کی وجہ سے جنرل ضیاء کو طیارے میں قتل کروا دیا گیا۔ پھر نئی فوجی قیادت آئی جس نے بھٹو کی بیٹی بے نظیر کو اقتدار دیا۔ جب بے نظیر نے حکمرانی میں اپنی مرضی کرنا چاہی تو اسے نکال کر نواز شریف کو لایا گیا۔ نواز شریف نے بعض فوجی احکامات ماننے سے انکار کیا تو پھر بے نظیر کی خوشامد کام آئی۔ اور یوں اسے دوسرا موقع دیا گیا۔ ابھی تین سال ہوئے تھے کہ پھر نواز شریف اور جرنیلوں کی ملی بھگت سے بے نظیر کی حکومت گرا کر پھر نواز شریف کو وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ اس سارے دورانیے میں سیاست دان کمزور سے کمزور تر اور جرنیلوں کی اہمیت اور طاقت میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہی اقتدار کی جنگ جاری رہی کہ پرویز مشرف نے نواز شریف کو حکومت سے نکال کر اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ یوں قریب آٹھ سال تک پھر یہ ملک فوج کے قبضے میں چلا گیا اور

اس دوران ملک میں بہت سی تبدیلیاں آئیں جہاں مختلف اداروں کا کنٹرول براہ راست فوجی جرنیلوں کے پاس چلا گیا۔

پھر پیپلز پارٹی کی حکومت آئی جس کو ہم "کھاؤ اور کھانے دو" کا نعرہ کہہ سکتے ہیں۔ فوجی افسران نے سیاست دانوں کو کٹھ پتلی بنا کر آگے کر دیا اور خود پردے کے پیچھے چھپ گئے لیکن بالواسطہ حکمرانی میں شامل رہے، یہاں تک کہ پھر سیاست دانوں کی آپس کی سازشیں اور نااہلی کی وجہ سے عمران خان کی وفاداری کو آزمانے کا فیصلہ کیا گیا۔ عمران خان نے بھی حکمرانی کے لالچ میں وفاداری میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اس کے دور میں فوجیوں کی عظمت کے قانون پاس کیے گئے (یاد رہے فوج کی مراعات اور ان سے متعلق قانون سازی میں ساری پارٹیاں ایک دوسرے کی مخالفت کے باوجود اتحاد کے ساتھ شریک رہیں) انکے خلاف لکھنے یا بولنے پر سزاؤں کے قانون بنائے گئے۔ (جو بد قسمتی سے آج انہی کے کارکنان پر لاگو کیے جا رہے ہیں) مختلف اداروں میں حاضر سروس فوجی افسران کو بھرتی کیا گیا۔ لیکن جب فوج سے ذرا اختلاف ہوا اور دیگر ساری پارٹیوں نے فوج کے تحفظ اور وفاداری کا حلف اٹھایا تو فوج نے اسے بھی اٹھا کر جیل میں ڈال دیا، حکمرانی سے نکلنے کے بعد عمران خان نے یہ تک کہہ دیا تھا کہ "میں بے بس وزیر اعظم تھا فیصلے جنرل باجوہ کرتے تھے"۔ یوں چلتے چلتے اب صورتحال یہاں تک آ گئی ہے کہ جو فوج کو مکمل اطمئنان اور اپنی وفاداری کا یقین دلائے گا حکومت اسی کو ملے گی۔

لیکن اس دور میں اب عوام میں کچھ شعور آگیا تھا اور انہوں نے عمران حکومت گرانے کے خلاف احتجاج پارلیمنٹ ہاؤس کی بجائے آرمی کے دفاتر اور اس سے متعلقہ اداروں کے سامنے کیا تو اسٹیبلشمنٹ کے لیے خطرے کی گھنٹی بج گئی۔ اپنا رعب اور دبدبہ قائم رکھنے کے لیے تحریک انصاف کے کارکنان کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہوا جو تا حال جاری ہے۔ ان لالچی، مفاد پرست سیاست دانوں کی وجہ سے فوج کا کنٹرول دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہر ادارے یہاں تک کہ دنیا کے تقریباً ہر پاکستانی سفارتخانے تک میں مختلف عہدوں پر فوجی افسران تعینات ہیں۔

پاکستانیوں کا خون کتنا قیمتی ہے؟

نویدالحسن یوسفزئی

ایک پاکستانی کا خون پورے افغانستان سے اہم ہے"
کچھ دن پہلے جناح کنونشن سنٹر میں پاکستانی فوج کے سربراہ عاصم منیر نے طلباء کو خطاب کرنے کے بعد اپنی گری ہوئی ساکھ کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے سوال و جواب کا سلسلہ شروع کروایا تو ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ایک پاکستانی کا خون ہمارے لیے پورے افغانستان سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ پوری مجلس میں سب سے زیادہ زیر بحث رہنے والی اس بات پر کسی نے حافظ صاحب سے وضاحت نہیں مانگی ورنہ انہوں نے نہ تو جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی کوئی انہونی بات کی ہے بس صرف وضاحت کرنا بھول گیا۔
اول تو یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سوال بھی آپ کے تھے اور جوابات بھی پہلے سے لکھے گئے تھے، بس ایک منصوبہ تھا جو اپنی بے شرمی، بے جا سیاسی مداخلت اور بدمعاشی کو چھپانے کی خاطر بنایا گیا تھا۔ کامیاب رہا یا ناکام... اس کا اندازہ سوشل میڈیا پر عام پاکستانیوں کے تبصروں سے لگایا جاسکتا ہے۔ باقی تو سب کو ان کے خلاف بولنے کا انجام پتہ ہے۔ وہ کیونکر ایسے سوالات کریں گے جس پر انہیں لاپتہ کر دیا جائے، بے آبرو کیا جائے یا ان کی خواتین کو برہنہ کر کے ان کی ویڈیوز بنائی جائیں۔
بہر حال... یہ ایک الگ بحث ہے، حافظ کے اس جملے کی طرف آتے ہیں جو سوشل میڈیا پر وائرل ہے۔
ہاں...! پاکستانی کا خون ہی تو ہے جس کے عوض ملک پاکستان چل رہا ہے، افغان تو خود مسائل میں گھرے ہوئے ہیں وہ پاکستان کو دے بھی کیا سکتے ہیں؟۔
پاکستانی کا خون ہی تو ہے جس کے بدلے امریکہ ڈالرز دیتا ہے اور اس سے اشرافیہ کی جیبیں بھرتی ہیں۔
اس خون کے بدلے ہی بیرونی آقاؤں کی مہربانی سے ملک کچھ نہ کچھ چل رہا ہے۔
تقریباً ۱۹۷۳ء سے لیکر آج تک ملک چلانے کیلئے جتنے بھی پیسے آئے ہیں وہ پاکستانیوں کا خون بہا کر آئے ہیں۔
۱۹۷۳ء بلوچستان میں فوجی آپریشنز کے نام پر انگریزوں کی خوشنودی کیلئے ہزاروں بلوچوں کا خون بہایا گیا اور اس کے بعد یہ سلسلہ ۲۰۲۱ء تک جاری رہا جس کو رقم کی مناسبت سے راہ نجات، ردالفساد یا ضرب عضب جیسے مختلف نام دیئے گئے۔
اب چونکہ امریکہ نے افغانستان چھوڑ دیا ہے اور ان کو یہاں کسی کو مارنے کی ضرورت نہیں ہے، تو اب آپریشن راہ فرار کیلئے آرمی چیف کی کوششیں سب کے سامنے ہیں۔ امریکہ کا دورہ کیا، ناکام لوٹا۔
سعودی عرب گیا، ناکام لوٹا۔
ایران کے ساتھ منصوبہ ناکام رہا۔
افغانستان کے ساتھ بھی کئی مسائل کو لیکر ان بن بنی ہوئی ہے۔
اور انڈیا کو تو رہنے دیتے ہیں۔
پاکستانیوں کا خون کتنا اہم ہے؟
اس پر طالبان کی بات نہیں کریں گے کیونکہ وہ تو آپ کی نظر میں دہشت گرد ہیں لیکن ان کی اہمیت کا اندازہ تو اس دن بھی ہوا تھا جب امریکی سفارتخانے کے ملازم ریمنڈ یوس نے لاہور میں دو موٹر سائیکل سواروں کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا تھا اور پھر اس قاتل کو کچھ پیسوں کی خاطر صحیح سلامت اور باعزت طور پر امریکہ کے حوالے کیا۔
پاکستانیوں کا خون اتنا اہم ہے کہ عافیہ صدیقی پر گوانتاناموبے میں کیا کچھ

بیت رہا ہے وہ بقول اس کے وکیل نے پاکستانیوں کو بتادیا ہے، یہ بھی انکشافات کئی دفعہ سامنے آئے ہیں کہ پاکستانی حکمران نے اس کیلئے کسی قسم کی کوشش نہیں کی بلکہ وہ اس کو وہاں سے نکالنا ہی نہیں چاہتے۔

ایک پاکستانی کا خون اتنا اہم ہے کہ امریکیوں کو اجازت ہے کہ وہ جسے اور جب چاہیں ڈرون حملے میں مار سکتے ہیں۔

ایک پاکستانی کا خون اتنا اہم ہے کہ بھارت سے جہاز آکر بمباری کرتا ہے، پاکستانیوں کو مارتا ہے اور اس کا پائلٹ جب پکڑا جاتا ہے تو اسے سرکاری پروٹوکول کے ساتھ بھارت کے حوالے کیا جاتا ہے۔

حافظ جی۔۔۔! بس یوں ہی کہہ دیتے کہ ایک تابعدار فوجی کا خون افغانستان تو کیا امریکہ اور برطانیہ کے علاوہ پوری دنیا سے بھی اہم ہے۔

پاکستانی کا خون کتنا اہم ہے، اس پر پچاس جلد کی کتاب لکھی جاسکتی ہے اور اس پر کتابیں اور مجلے تحاریر وغیرہ لکھی بھی جاچکی ہیں، اس مضمون میں صرف چند چیزیں اشارۃً ذکر کیں۔ مقصد یہ تھا کہ شرم آنی چاہیئے تھی اس طرح کی بات کرتے ہوئے جس کے ہاتھ پاکستانیوں کے خون سے رنگے ہوں وہ پاکستانیوں کے خون کے بارے میں بات بھی کیسے کرسکتے ہیں۔

افغانستان کو ان کی سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال ہونے کے حوالے سے دھمکی آمیز باتیں بھی ایسے شخص کے منہ سے سننے کو ملیں، جنہوں نے نیٹو کو فضائی اور زمینی راستے مہیا کر کے افغانستان پر پچاس ہزار سے زائد حملے کروائے۔ سامان کی رسد کیلئے معاونت کی، فرنٹ لائن اتحادی کا اعزاز حاصل کر کے امریکی شاباشی حاصل کی، امارت اسلامیہ کے سرکردہ رہنماؤں کو پندرہ بیس سالوں تک قید میں رکھا، لاپتہ اور شہید کیا، پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا اور اب ان سب پر چشم پوشی کر کے انہیں کہتے ہیں کہ افغانستان کی سرزمین ہمارے خلاف استعمال ہوتی ہے، جس کا نہ ان کے پاس ثبوت ہے اور نہ کسی طالبان رہنما کا اعترافی بیان موجود ہے۔ بلکہ فقط الزام تراشی ہے۔

اتفاق قوت کا سرچشمہ ہے



ابو عبدالقدوس محمد یحییٰ

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ اتفاق و یکجہتی (مختلف قسم و کئی جہات کے قلوب کا باہم الفت و محبت کی وجہ سے یکجہت، متحد و متفق ہو جانا) قوت ہے، نہ صرف قوت بلکہ قوت کا سرچشمہ ہے کہ تمام تر قوتیں طاقتیں اور برکتیں اسی اتفاق ہی کی بدولت ہیں۔ دنیا کی تمام زبانوں میں اتحاد، یکجہتی اور اتفاق کے مفہوم کا کوئی نہ کوئی محاورہ ضرور ملے گا۔ جیسے اردو میں "اتفاق میں برکت ہے" انگریزی میں (Union is Strength) کہا جاتا ہے۔

ظاہری دنیا میں اتفاق میں قوت و برکت کی کئی مثالیں ہیں۔ ایک مثال انسان کے ہاتھ میں پانچ انگلیوں کی ہے اگر یہ الگ الگ کوئی کام کرنا چاہے، تو ان کی کوئی حیثیت نہیں لیکن اگر یہی مل کر یکجا ہو جائیں، متحد ہو جائیں، تو یہ صرف انگلیاں نہیں بلکہ مکا بن جاتا ہے، ایک طاقت کا نام اور دشمنوں کے لئے خوف کی علامت بن جاتا ہے اور ایک انگلی صرف پانچ گنا نہیں بلکہ پچاس گنا زیادہ طاقت ور، قوی، مضبوط، اور توانا ہو جاتی ہے۔ دوسری مثال الگ الگ دھاگوں کی ہے کہ اگر ہزاروں کی تعداد میں بھی ہوں وہ کبھی کبھی ایک مضبوط رسی کی شکل نہیں اختیار کر سکتے، ان کی کمزوری اور جلد ٹوٹنے کی وجہ سے کسی اہم اور وزنی کام میں ان کو استعمال نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر ان کو یکجا کر دیا جائے اور ان سے ایک رسہ بنا لیا جائے تو اب وہی کمزور دھاگے قوت اور مضبوطی میں بے مثال ہو جائیں گے اور ان کی مدد سے ان سے کئی گنا زیادہ وزنی اور بھاری چیزیں اٹھانا قطعاً مشکل نہ ہو گا۔ بقول ابوالمجاہد زاہد

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا کام بنے

قرآن کریم نے بھی اتفاق اور اتحاد کا حکم دیا ہے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالی ہے: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا (آل عمران: ۱۰۳) اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو اور آپس میں تفرقہ نہ کرنا۔

اتفاق، اتحاد اور یکجہتی اللہ رب العزت کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ رب العزت مومنین کو اس انعام و احسان اور اکرام و نعمت کو یاد کرنے کا حکم دیتا ہے: واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (آل عمران: ۱۰۳) اور یاد کرو تم اللہ کی نعمت کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ رب العزت نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی اور تم بفضلہ تعالیٰ بھائی بھائی بن گئے۔

مسلمانوں کا تو امتیاز ہی یہ تھا کہ اگر کسی ایک شخص پر بھی دنیا کے کسی کونے میں ظلم ہو تو پوری مسلم امت اس سے متاثر ہوتی تھی۔ امیر مینائی

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اتفاق، اتحاد، یکجہتی، یگانگت کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی اور اگر قومیں محبت اتفاق اور اتحاد کے ساتھ رہیں تو انہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جب تک قوم متحد ہوتی ہے وہ قوم کہلاتی ہے نہیں تو وہ افراد کا منتشر گروہ کہلائے گا۔ جن کو دوسری اقوام بآسانی اپنا شکار بنا سکتی ہیں اور ان کے پاس اپنے دفاع کرنے کی بھی صلاحیت نہیں ہو گی۔

جیسا کہ اقوام عالم کی تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ بکھرے ہوئے لوگوں کے گروہ کو کبھی عروج، بلندی اور دنیا پر حکومت نصیب نہ ہوئی، بلکہ وہ ہمیشہ مغلوب، محکوم، مجبور، اور زوال کا شکار ہی رہے یہاں تک کہ وہ مزید مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور اس دنیا سے ان کا وجود ختم ہو گیا۔ لیکن جب انہوں نے اتفاق و اتحاد کے دامن کو تھام لیا، آپس میں اخوت و مساوات کو قائم کر لیا، وہ منتشر لوگوں کو گروہ ایک جماعت اور ایک قوم کے دھارے میں تبدیل ہو گیا اور ان کی قوت، طاقت، رعب اور دبدبہ سے دوسری قومیں لرزنے، کانپنے لگیں۔ ان سے خوف کھانے لگیں اور انہوں نے بڑے بڑے دشمنوں کو بآسانی

زیر کر لیا۔ اور ان پر اپنی طاقت و قوت کی دھاک بٹھادی۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اتفاق واتحاد پر بہت زور دیا اور مسلمانوں کے اندر بھائی چارہ اور مواخات کو قائم کیا جس سے بڑھ کر اتفاق واتحاد کا دنیا کی کسی دوسری قوم نے مظاہرہ نہیں کیا۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قلیل اور بہت ہی مختصر مدت میں عرب قوم نے کم وبیش آدھی دنیا فتح کر لی۔ اور اس زمانے کی سپر پاورز (روم اور فارس) اس کے قدموں میں آکر ڈھیر ہو گئے۔
اتحاد اور اتفاق پر احادیث مبارکہ بھی شاہد ہیں۔ چند ایک ملاحظہ ہوں۔
حضرت ابوہریرہ سے مروی ایک حدیث کا مفہوم ہے جو کوئی شخص جماعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرا۔
مشکوٰۃ میں ابن عمر سے مروی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے یعنی اللہ کی مدد جماعت کے لئے ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا تو وہ دوزخ میں داخل ہوا۔
آخر میں اتفاق اور اتحاد میں برکت پر ایک حکایت پیش ہے جس میں اتفاق کے فائدے اور نااتفاقی، انانیت، خود غرضی اور تکبر ہلاکت کا سبب نظر آتی ہے۔
ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک شخص اپنے بیلوں کے ساتھ جنگل سے گزر رہا تھا۔ رات ہوتی ہے وہ بیلوں کے ساتھ کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتا ہے۔ بیل اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن خدا کا کرنا اندھیرے میں ایک سانپ درخت سے اترتا ہے اور اس آدمی کو ڈس لیتا ہے۔ جس سے آدمی وہیں مٹی کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ اگلے دن جب مالک نہیں اٹھتا تو پہلے تو وہ اسے کافی دیر تک ہلاتے جلاتے ہیں ایک آدھ دن اس کے پاس بیٹھ کر غمزدہ رہتے ہیں۔ لیکن جب وہ کوئی حرکت نہیں کرتا تو بھوک کی شدت نہ برداشت کرتے ہوئے آخر وہاں سے چلے جاتے ہیں۔ اپنے کھانے پینے اور رہائش کا انتظام کرتے ہیں۔ دونوں بیلوں میں بہت اتحاد تھا۔ ان میں بڑی دوستی تھی وہ یک جان دو قالب کی عملی مثال تھے۔ وہ ہر مصیبت اور آفت کا مل کر مقابلہ کرتے اور آپس میں اتفاق اور محبت سے رہا کرتے تھے۔
ایک دفعہ جنگل کے اس حصہ میں شیر آٹپکتا ہے۔ دو موٹے تازے صحت مند بیل دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آجاتا ہے۔ اسے یہ بہت ہی تر نوالہ نظر آتا ہے کہ پالتو بیل تو ڈرپوک ہوتا ہے اور وہ جنگل میں اپنا دفاع نہیں کر سکتا۔ یہ سوچ کر وہ ان پر حملہ کر دیتا ہے۔ مگر یہ کیا دونوں کے اتحاد کے سبب وہ ان کا بال بیکا نہ کر سکا بلکہ زخمی ہو کر دم دبا کر بھاگ گیا۔ شیر کا حال دیکھ کر جنگل کے دوسرے درندوں کو بھی کبھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ میلی آنکھ سے انہیں دیکھیں۔
وہیں قریب ایک لومڑی بھی رہتی تھی۔ جس نے شیر اور بیلوں کی جنگ کو قریب سے دیکھا تھا۔ وہ ان بیلوں کی قوت کا راز سمجھ چکی تھی کہ یہ اتفاق کی برکت سے ہے۔ وہ اپنے نام کی طرح مکار ،چالاک اور عیار تھی۔ سو بھیس بدل کر، سو بہروپ بدل کر دوسروں کو شیشے میں اتار لیتی۔ اسے ان بیلوں کی دوستی اسے ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ وہ ہر وقت ان دونوں میں دشمنی پیدا کرنے کا سوچتی رہتی۔ ایک دفعہ جب ایک بیل کچھ بیمار ہو گیا تو دوسرا بیل اس دن اکیلا ہی پتے وغیرہ کھانے گیا ہوا تھا۔ اس کے لئے یہ موقع غنیمت تھا۔ اس نے قریب آکر سفید بیل کی تعریفیں کرنے لگی۔ کیا خوبصورت اور سمارٹ ہو۔ بالکل دودھ کی طرح اجلے اور صاف۔ تمہارے رنگ ہی سے پاکیزگی و طہارت و بزرگی جھلکتی ہے۔ پھر باتوں باتوں میں دوسرے بیل کا کہنے لگی وہ تو شکل سے ہی کالا کلوٹا بھتنا ہے تم دونوں میں کوئی قدر مشترک نہیں یہ دوستی غیر فطری ہے اور سمجھ نہیں آتی۔ تم اتنے خوبصورت وہ اتنا بھدا۔
پھر دوسرے بیل کے پاس گئی اور کہا تمہارا رنگ کالا اور شوخ ہے۔ ایسا رنگ تو لاکھوں میں کسی کو ملتا ہے۔ تمہارا رعب اور وقار بھی بہت زیادہ ہے۔ تمہیں تو معلوم ہی ہو گا وزیر اعظم، صدر اور بڑے افسران کی گاڑیوں کا رنگ کالا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس رنگ میں رعب و جلال و اسرار ہی کچھ ایسا ہے کوئی اس کی تاب نہ لا سکتا ہے، یہ تو مخفی قوتوں و اسرار کا خزانہ ہے۔ دیکھو نہ غلاف کعبہ

بھی سیاہ اور حجر اسود بھی۔ لیکن تمہارے دوست کا بھی کوئی رنگ ہے۔ سفید بھدا۔ وہ بھی مٹیالا سا رنگ۔ یہ بھی کوئی رنگ ہے۔ میں تو سفید رنگ کو رنگ ہی نہیں سمجھتی۔ یہ کوئی رنگ ہی نہیں۔ تم دونوں کی دوستی بالکل غیر فطری اور سمجھ سے بالاتر ہے۔

اس کی اس قسم کی باتوں کے باوجود بھی وہ شیشہ میں بال نہ پیدا کر سکی تھی۔ ابھی تک وہ ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق اور اتحاد کئے ہوئے تھے۔ بہرحال یہ ملاقات نکتہ آغاز تھی۔ اس نے دونوں سے الگ الگ ملنا شروع کر دیا۔ اب جب اسے موقع ملتا وہ اس قسم کی باتوں سے ان کے دلوں میں کینہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی۔

ایک دفعہ اس نے سفید بیل سے کہا۔ کیا جرات ہے۔ میں نے سنا ہے تم پر شیر نے حملہ کیا تھا۔ لیکن کالے بیل نے تمہیں بچالیا۔ سفید بیل بھڑک کر بولا اس نے مجھے نہیں میں نے اسے بچایا ہے۔ اب لومڑی کو موقع مل گیا۔ اس نے ان کی جھوٹی انا اور تکبر کو استعمال کرتے ہوئے دونوں کو الگ الگ کر دیا۔

اور سمجھایا کہ اب اگر شیر حملہ کرے تو تم نہ بچانا پھر تم دیکھنا۔ اس نے اندر ہی اندر کچھ ایسا چکر چلایا اور دونوں بیلوں نے لومڑی سے ایک خاموش معاہدہ کر لیا کہ اب شیر اگر دوسرے بیل پر حملہ کرے گا تو وہ اس کا دفاع نہ کرے گا۔

لومڑی اتنی بڑی خوشخبری شیر کو سنانے گئی۔ شیر کو یقین نہ آیا۔ لیکن اس نے کہا۔ "کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ نو ہارم ان ٹرائنگ"۔

چلو حملہ کر کے دیکھتے ہیں۔ اس نے پہلے کالے بیل کو نشانہ بنانے کا سوچا۔

جب دونوں بیلوں نے شیر کو اپنی جانب آتا دیکھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں کی آنکھوں میں اجنبیت پائی جاتی تھی کہ اب حملہ کرو۔ اب پتہ چلے گا کون طاقتور ہے۔ شیر بھی ان کی نااتفاقی کو سمجھ گیا۔ اس نے پہلے کالے بیل پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ سفید بیل اپنے ساتھی کو بچانے کیلئے آگے نہ بڑھا شیر نے اس کے ٹکڑے کیے اور کھا گیا۔

سفید بیل کالے بیل کی ہلاکت پر خوش ہوا کہ بہت گھمنڈ تھا اسے اپنی طاقت پر۔ لیکن اس کی خوشی ادھوری رہ گئی کچھ ہی دنوں کے بعد جب شیر اچانک سفید بیل کی جانب متوجہ ہوا تو وہ بھی اپنا دفاع نہ کر سکا اور شیر کے ہاتھوں مارا گیا۔ دونوں بیلوں کو نااتفاقی اور تکبر نے مار ڈالا۔ ورنہ اس شیر میں اتنی ہمت نہ تھی۔

خلاصہ کلام:

اتفاق، اتحاد اور یکجہتی اللہ رب العزت کی ایک بہت بڑی نعمت اور عظیم قوت ہے۔ یہ عزت، وقار، شان و شوکت اور سربلندی عطا کرتا ہے۔ اس کی بنیاد بے لوثی، بے غرضی، ایثار، قربانی، پر قائم ہے۔

اس کے برعکس منافرت گروہ بندی، شیرازہ بندی خواہ مسلکی ہو یا لسانی انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔ تقسیم کا سادہ سا فارمولہ ہے یہ ہمیشہ تقسیم کو ہی جنم دیتی ہے جس سے تقسیم کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی بنیاد خود غرضی پر قائم ہے۔ اللہ رب العزت ہم (مسلمانوں) میں اتحاد، اتفاق، یکجہتی، ہمدردی، اخوت اور محبت پیدا فرمائے۔ آمین



فوج اور مقبوضہ ریاستی زمین قسط (۲)

مولانا اسیر الاسلام صافی

فوج کے اثر ورسوخ کی وجہ سے وفاقی اور صوبائی حکومتیں عموماً خاموش رہتی ہیں، باوجود یکہ ان کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ فوج زمین کے استعمال اور قیمتوں کو تبدیل کرتی یا چند چنیدہ افراد کے فائدے میں لاتی ہے۔ مثلاً ۲۰۰۶ء میں آڈیٹر جنرل ڈپارٹمنٹ نے اس بات کی نشاندہی کی کہ پنجاب حکومت نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے، کہ فوج کو جہلم میں گالف کورس بنانے کیلئے ۱۳۰ ایکڑ کی زمین ۷۲ ملین روپے (تقریباً ۱ء۲۴ ملین ڈالر) میں دے دی، حالانکہ مارکیٹ ریٹ اس سے کئی گنا زیادہ تھی۔ شعبہ زراعت میں فوج کا براہ راست ملوث ہونا اور گاؤں کی زمینوں پر قبضہ کرنا تب تک ظاہر نہیں تھا جب تک ۲۰۰۱ء میں پنجاب کے شہر اوکاڑہ میں فوج اور بے زمین و بے روزگار کاشتکاروں کے درمیان تنازعہ رونما ہوا، اس کی تفصیل کسی اور موقع کیلئے چھوڑ دیتے ہیں۔

سنہ ۱۹۶۵ء سے ۲۰۰۳ء تک پنجاب اور خیبر پختونخوا کے ۱۱۲ اضلاع کی تقریباً ۱۹۰۰۰۰ ایکڑ زمین فوج میں تقسیم کی جاچکی ہے۔ روزنامہ ڈان کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۱ء میں ۵۰ روپے (۰ء۸۶ ڈالر) فی ایکڑ کی رعایتی قیمت اور ۱۹۹۴ء میں بڑھ کر روپی فی ایکڑ ۶۰ تھی۔

پنجاب اور کے پی کے بشمول سندھ کی فوج کو دی گئی زمین کی قیمت اور ریاست کو اس کا منافع ذرا ملاحظہ کیجیے

کل زمین: ۷۰۷ ۳۰۳۲۱ ایکڑ

فی ایکڑ قیمت: ۵۰ روپے

مجموعی رقم: ۱۳۵ء۱۸ ملین روپے

مساوی: ۲ء۳۳ ملین ڈالر

یہ وہ رقم ہے جو ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۴ء تک ریاست کو ملی لیکن اگر اوسطاً مارکیٹ میں ۱۱ لاکھ فی ایکڑ لگائی جائے تو ملاحظہ کیجئے:

مجموعی رقم: ۲۷۰ء۳۷ ارب روپے

مساوی: ۴۶۶۱ء۵ ملین ڈالر

کیا یہ فرق ہوش اڑانے کیلئے کافی نہیں ہے؟۔

آج تک جتنی بھی زمینیں فوج نے صوبائی و وفاقی حکومتوں سے ہتھیائی ہیں تو اس میں یہ تاثر دینے سے بچنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ یہ ایک غاصبانہ قبضہ ہے۔

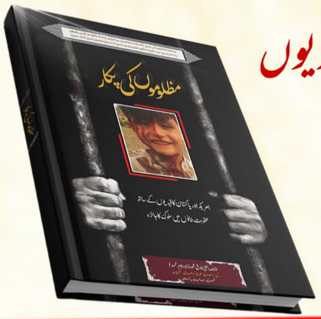
زرعی زمینیں بالخصوص صوبائی حکومتوں سے فوج کو مسلسل منتقل ہو رہی ہیں، ابھی حال میں پنجاب کی نگران حکومت نے فوج کو ہزاروں ایکڑ زمین لیز پر دے دی جس کے خلاف لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ بھی آیا کہ نگران حکومت ایک غیر منتخب ادارہ ہے اور اس کے خلاف اتنا اختیار نہیں ہے، لیکن فوج سی پیک کے نام پر ایک زرعی منصوبہ چین کیساتھ تشکیل دے رہا ہے، سو یہاں ہائیکورٹ کا فیصلہ بھی صدا بصحرا ثابت ہوگا۔ جو زمین فوج کے پاس جاتی ہے وہ پھر تینوں سروسز یعنی آرمی، ایئر فورس اور نیوی میں تقسیم ہوجاتی ہے، پھر یہ ادارہ دوبارہ ان زمینوں کو اپنے افراد میں بانٹ لیتی ہے۔

برطانوی راج سے فوج کو جو زمین وراثت میں ملی، ایوب دور میں ۹ ملین ایکڑ رقبے پر ڈیمز بنائے گئے، جبکہ ایک ملین ایکڑ زمین سینئر جرنلز نے آپس میں بانٹ لیں۔ جنرل ایوب خان کو ۱۲۴۷ ایکڑ، جنرل موسیٰ خان کو ۲۵۰ ایکڑ اور جنرل امراؤ خان کو ۱۲۴۶ ایکڑ زمین ملی، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک عام فوجی کے مقابلے میں سینئر افسران زیادہ مستفید ہوتے ہیں، افسران کے تعداد بڑھنے کے ساتھ ساتھ زمین کے مقدار کم ہوتی گئی، لیکن اب بھی میجر جنرل اور اس سے اوپر افسران کو ۱۵۰ ایکڑ زمین ملتی ہے۔ اس کے علاوہ بہادری کے تمغوں کے نام پر بھی زمینیں ملتی ہیں، فوجی اعزازات کے ذریعے زمین کی انتہائی زیادہ تقسیم نے زمینداروں کی ایک نئی قسم ایجاد کر دی "فوجی زمیندار"۔

مضمون کی اگلی قسط میں یہ لکھا جائے گا کہ فوج یہ زمینیں کن تین وجوہات کی بنا پر اپنی برادری میں تقسیم کرتی ہے؟۔ ان شاء اللہ۔

جاری ہے...

مفتی طارق محسود (رکن رہبری شوریٰ و اعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان) کی قیدیوں کے حوالے سے لکھی گئی کتاب



مظلوموں کی پکار قسط (7)

ریاست کیسے وجود میں آئی؟

یعنی انسان نے پہلے پہل اپنے آپ کو حکومتی نظام کے ساتھ کیسے جوڑا، تو جو لوگ آسمانی تعلیمات سے محروم تھے انہوں نے مختلف نظریات اپنی سوچ کی بنیاد پر گڑھ لئے کہ ریاست کیسے وجود میں آئی ہو گی جن میں سے چند درجہ ذیل ہیں۔

معاہدہِ عمرانی کا نظریہ:

جس کو انگریزی میں "Social Contract" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس نظریے کا سادہ لفظوں میں خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا میں انسان کسی حکومت کے بغیر تھا: لوگ کسی نظام کے بغیر اپنے طور پر انفرادی زندگی گزارتے تھے، اس حالت کو علم سیاست میں 'فطری حالت' State of Nature کہتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا یہ کہ اس فطری دور میں ظاہر ہے کہ انسان کے مفادات آپس میں ٹکراتے تھے، اس طرح جھگڑوں کی بنیاد پڑی جس کے نتیجے میں ان سب لوگوں نے مل کر یہ سوچا کہ کسی طرح کوئی ایسا نظام بنایا جائے، کہ یہ مفادات کا ٹکراؤ جھگڑوں کا سبب نہ بنے، چنانچہ انہوں نے ایک معاہدہ کیا، کہ ہم سب کو کسی خاص نظام کے ماتحت زندگی گزارنی چاہئے، اور اس معاہدے کے نتیجے میں ریاست کا وجود عمل میں آیا، اور پھر یہ کہ اس ریاست کا اب کوئی سربراہ بنالیا جائے اور پھر وہ سربراہ لوگوں کے لئے زندگی گذارنے کے طریقے، اصول و قواعد وضع کرے گا، اور لوگ اس کے مطابق زندگی گزاریں گے، یہ معاہدہ انہوں نے آپس میں کر لیا، اس معاہدے کو معاہدۂ عمرانی کہا جاتا ہے۔ یہ نظریہ اگرچہ پندرہویں صدی میں معروف ہوا مگر یہ تصور پہلے فلاسفہ کی تحریروں میں بھی پایا جاتا ہے۔

نظریہ قوت:

ریاست کے وجود میں ایک اور توجیہ جو بعض فلسفیوں نے بیان کی ہے اس کو "نظریہ قوت" کہا جاتا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ریاست در اصل طاقت کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے۔ جب کوئی ریاست موجود نہیں تھی تو لوگ آپس میں لڑتے تھے اور ان جنگوں میں جو طاقت کے زور پر غالب آگیا، وہ دوسروں کا حکمران بن گیا، جس کو انگریزی میں کہتے ہیں Wars begot state جنگوں نے ریاست کو جنم دیا۔ اور اس نظریے کے لوگ اس کو کوئی ظالمانہ تصور بھی نہیں قرار دیتے تھے۔ ارسطو کی طرف اس نظریے کی تشریح یوں منسوب ہے "درحقیقت جو کوئی شخص دوسرے پر غالب آتا ہے وہ اپنی کسی صلاحیت کی بنا پر غالب آتا ہے، اور قوت درحقیقت اس صلاحیت کا ایک منظر ہے لہٰذا اگر وہ اپنی صلاحیت کی وجہ سے حکمران بن رہا ہے تو اس میں کوئی بات عقل یا انصاف کے خلاف نہیں ہے۔

نظریہ پدرسری یا مادرسری:

اس کا مطلب ہے کہ ریاست کی اصل بنیاد خاندان سے چلتی ہے۔ ہر خاندان کا ایک سربراہ ہوتا ہے وہ اس خاندان کا حاکم ہے پھر کئی خاندان مل کر ایک قبیلہ بنالیتے ہیں اور کسی کو اس کا سربراہ بنالیتے ہیں پھر کئی قبیلے مل ایک ریاست کی بنیاد ڈال دیتے ہیں، اور اپنے میں سے کسی کو حاکم بنالیتے ہیں۔ یہ نظریہ تقریباً معاہدۂ عمرانی کے قریب قریب ہے، کیونکہ خاندان یا قبائل اگر کسی کو سربراہ بناتے تو لازمی کسی تقریری یا تحریری معاہدے کے تحت بناتے ہوں گے۔

تجزیہ:

ان تمام نظریات کی بنیاد اس باطل مفروضے پر ہے کہ انسان خود بخود اس کائنات میں آیا ہے، کسی پیدا کرنے والے نے اسے کسی خاص

مقصد اور خاص تعلیمات کے ساتھ نہیں بھیجا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھنے والے، آسمانی تعلیمات سے محروم لوگ ایسے ہی اندازوں اور تخمینوں پر مجبور ہوتے ہیں، ایسے ہی اندھوں کے تیر چلاتے ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ٢٤ (سورة جاثيه)

ترجمہ: ان لوگوں کو اس بات کا علم تو کوئی نہیں بس قیاسات کرتے رہتے ہیں۔

دوسری جگہ سورۃ انعام میں فرماتے ہیں

"اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ

سورة الانعام ١١٦

ترجمہ: وہ کسی اور چیز کے پیچھو نہیں صرف گمان کے پیچھو چلتے ہیں، اور اندازوں کے تیر کے سوا کچھ نہیں کرتے۔

شریعت کی روشنی میں ریاست کے متعلق ان باطل نظریات کی

تردید:

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر یقین رکھتے ہیں، اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے یہ کائنات پیدا فرمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی نے حضرتِ انسان کو ایک خاص مقصد کے تحت یہاں بھیجا ہے، ان کو ایسے بے سروپا تخمینوں اور قیاسات کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔

معاہدہ عمرانی کے قائل فلاسفہ جس حالت کو فطری حالت "State of Nature" سے تعبیر کرتے ہیں، کہ اس دور میں کوئی ریاست موجود نہیں تھی، مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق ایسی کوئی حالت پیدا نہیں ہوئی ہے، انسان پر کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا ہے جس میں وہ لاقانونیت کی زندگی گزار رہے ہوں، ریاست کو وجود میں لانے کے لئے کوئی معاہدہ عمرانی کی ضرورت نہیں پڑی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حاکم بنا کر دنیا میں بھیجا اور باقی لوگوں کو ان کے تابع اور محکوم پیدا کئے، جس کو علم سیاست میں نظریہ اصلِ خداوندی "Divine Origin" کہتے ہیں۔

ریاستی نظام تو بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے وہ مقصد ریاستی نظام کے بغیر پایۂ تکمیل تک پہنچ نہیں سکتا، اس نظام کے متعلق تو باقاعدہ طور پر آسمان میں رب کریم اور فرشتوں کے مابین مکالمہ ہوا ہے، اور ریاستی نظام کو مفادِ انسانی کی حفاظت کی خاطر ایک انعام کے طور پر ذکر فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ریاست کا ڈھانچہ ایک ہی آیت کے اندر تشکیل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً" محققین حضرات کے مطابق جس کو علامہ محمد مبارکؒ نے بھی اپنی کتاب (نظام الاسلام الحکم والدولہ ص ۵۸) میں اس کی وضاحت کی ہے، کہ حکومت یا ریاست تین اہم عناصر سے بنتی ہے (۱) حاکم (۲) وطن (۳) رعیت۔

تو یہاں پر سب سے پہلے عنصر "حاکمیت" کی تشکیل اللہ تعالیٰ نے یوں کی ہے کہ میں زمین پر ایک نائب بھیجنے والا ہوں، علما فرماتے ہیں: "یعنی وہ میرا نائب ہوگا کہ اپنے احکامِ شرعیہ کے اجرا و نفاذ کی خدمت اس کے سپرد کروں گا"۔

یہاں سے واضح طور پر یہ معلوم ہوا کہ روئے زمین پر حاکمیت اعلیٰ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی، جیسا کہ دوسری آیات مبارکہ سے بھی واضح ہے مثلاً: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وغیرہ اور زمین پر عارضی حاکم اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہوگا۔ روئے زمین پر خلیفہ کو احکامِ الٰہی سے متضاد اپنی رائے مسلط کرنے کی کوئی اجازت نہیں ہوگی، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کے اجرا اور تنفیذ کا کام کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی سٹیٹ، فرد یا نظام حاکم اعلیٰ بن سکتا ہے اور نہ ہی کوئی خودساختہ نظام قابلِ قبول ہے، اور سٹیٹ کا پہلا عنصر "حاکم" بھی ثابت ہوا۔

ریاست کے دوسرے عنصر "زمین یا وطن" کی توضیح بھی اسی آیت کریمہ کے لفظ "فِي الْاَرْضِ" سے ہوتی ہے کہ میں اپنا خلیفہ زمین پر بھیج رہا ہوں۔

تیسرے عنصر "رعیت" کی توضیح مابعد والی آیت "قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ" سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا نائب لوگوں کے مابین فتنہ فساد کے خاتمے کے لئے بھیج رہے ہیں ورنہ نائب یا خلیفہ کی ضرورت کیا تھی۔

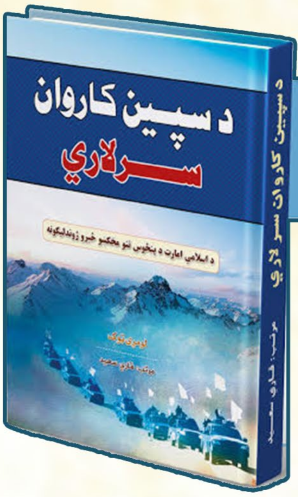
تجزیہ:

اس مختصر بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ فلاسفہ کے نظریات کے برخلاف ریاست کا اجمالی ڈھانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تشکیل شدہ تھا، ریاست کے وجود کے متعلق ان کے افکار و نظریات بازیچۂ اطفال سے کم حیثیت کے نہیں ہیں۔ یہ آیت مبارکہ فلاسفہ کے اس نظریے کی تردید کرتی ہے جس میں وہ ریاست کے وجود کے لئے معاہدۂ عمرانی کو ثابت کرتے ہیں جس کو وہ "Nature State" سے تعبیر کرتے ہیں، انسان انفرادی زندگی گزارتے تھے، پھر باہمی جھگڑوں کے خاتمے کے لئے انہوں نے ایک سربراہ مقرر کیا جس سے ریاست وجود میں آئی، کیونکہ آیت کریمہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زمین پر فساد کے خاتمے اور انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے خلیفہ، نائب یا سربراہ مقرر کیا کہ وہ شریعت یعنی تعلیمات الٰہی کی روشنی میں سارے معاملے حل کریں گے۔ لہٰذا انسانوں پر کوئی ایسا دور آیا ہی نہیں ہے جس میں وہ نظامِ زندگی کی تعلیماتِ الٰہی سے محروم ہوں۔ اور فلاسفہ خود بھی اپنے ان باطل تخیلات کے خارجی تطبیق سے قاصر رہے ہیں، بہت تحقیق کے باوجود وہ کسی ایسے دور کو نہ پاسکے جس میں اس قسم کا کوئی معاہدہ ہوا ہو۔ ہاں! ہر زمانے میں خواہشاتِ نفسانی کی بناپر یا اللہ تعالیٰ کے نائب یا خلیفہ کے ساتھ دشمنی کی بناپر تعلیماتِ الٰہی سے بدبخت زمانہ محروم رہے ہیں نہ کہ عدم اصول زندگی کی وجہ سے۔

یہاں سے "نظریہ قوت" جو کہتے ہیں کہ "جنگوں نے ریاست کو جنم دیا ہے" کی بھی تردید ہوتی ہے، کیونکہ فرشتوں کے ساتھ سوال وجواب میں اس بات کا دفاع ہوا کہ یہ حضرت انسان آپس میں لڑیں گے خون ریزی کریں گے، مگر اللہ تعالی کی طرف سے اس ممکنہ خطرے اور قوت آزمائی کو دبانے کے لئے اپنی طرف سے نیابت کا انتظام کیا گیا، جس کو اللہ تعالی کی طرف سے وقتاً فوقتاً مرورِ زمانہ کے مطابق ایسے ہدایات کی تلقین ہوگی جس سے دنیا میں فتنہ وفساد کا خاتمہ لازمی ہوگا، جس میں ضروریاتِ زندگی کے ہر پہلو کا حل موجود ہوگا، اپنی طرف سے سربراہ مقرر کرکے اپنے خود ساختہ قوانین کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

یہاں سے «نظریہ پدر سری اور مادر سری» کی تردید بھی ہوتی ہے کہ ریاست کی اصل بنیاد خاندان سے چلتی ہے، کیونکہ یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نیابت یا حکمرانی خاندانی چیز نہیں ہے، بلکہ اس کی بنیاد اہلیت پر ہے، وہ اہلیت جو خالقِ کائنات کے تعلیمات کے مطابق ہو، نہ کہ وہ اہلیت جس کو آج کل کے جہلا معیار یا اہلیت تصور کرتے ہیں۔ جس طرح فرشتوں کی آرزو سے بھی یہ بات بصراحت معلوم ہوئی کہ حضرت انسان سے فرشتے اس کام کے زیادہ لائق ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا مطالبہ عدم اہلیت کی بناپر رد کیا، کہ خلافت کے لئے جس علم، جس اہلیت کی ضرورت ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام میں ہے نہ کہ فرشتوں میں، جس کی تفصیل گزشتہ آیت کی تشریح میں ہے وہاں اس کا مطالعہ کیا جائے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب فرشتوں جیسے معصوم مخلوق کا مطالبہ رد کیا گیا تو آج کے روشن خیال، نفس کے اسیر اور تعلیماتِ الٰہی سے مکمل بے بہرہ حضرات کی رائے کو کیسے اہلیت کا معیار قرار دیا جاسکتا ہے۔

اس تفصیل سے مقصود اس بات کو سمجھانا ہے، کہ ان ظالموں کے قید خانوں میں پڑے سربکف مجاہدین حضرات مجرم نہیں، بلکہ ایک مضبوط عقیدے اور نظریے کے تحت وہاں پڑے ہیں، موجودہ جنگ ان کے نزدیک مقدس جہاد ہے، اور اس جہاد میں یہ حضرات اپنے دین، ایمان اور عزت و آبرو کا تحفظ سمجھتے ہیں، اور اس کو اپنا دینی اور مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔



امارت اسلامیہ افغانستان کے سر کردہ رہنماؤں کی سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب دسپین کاروان سرلاري کا اردو ترجمہ "رہنمائے قافلۂ حق"

قسط (۸)

مترجم: شیخ ابو محمد حماد
فاضل دار العلوم کراچی

امارت اسلامی کے سابقہ وزیر دفاع اور نائب امیر شہید ملا عبید اللہ اخند صاحب رحمہ اللہ کی سوانح

سال ۲۰۱۰ء کو مارچ کے مہینے میں ۵ تاریخ کو امارت اسلامی کے سابقہ وزیرِ دفاع اور نائب الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب رحمہ اللہ کراچی پاکستان کے ایک جیل میں شہادت کے اعلی مقام کو پا گئے۔

شہید الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب طالبان کی اسلامی تحریک کے مؤسسین میں سے شمار ہوتے ہیں، روس کے خلاف جہاد میں وہ ایک منجھے ہوئے ماہر مجاہد تھے، اور تنظیموں کے باہمی جگڑوں کے بعد امارت اسلامی کی صفِ اول میں نظر آنے والے مبارز رہنما تھے، اور امریکی یلغار کے خلاف جہاد کی بنیاد رکھنے والے اور جہاد کا احیاء کرنے والے اشخاص میں سے ان کا شمار ہوتا تھا۔

موصوف رحمہ اللہ کی شہادت سے بلاشبہ افغانستان، پورے عالم اسلام اور مجاہدین کے لیے ایک ایسی خلاء پیدا ہوئی کہ اسے بآسانی پُر نہیں کیا جاسکتا، مگر چاہئے کہ ہم راہِ حق کے اس عظیم مجاہد کی خصوصیات کو زندہ رکھے ہوئے ہوں۔ اور ـــــ موصوف رحمہ اللہ کے ارمان کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے واسطے اُن کی سوانح حیات اور کارناموں کو غور سے پڑھیں اور اپنے برحق قیام کی راہ میں ان کی خصوصیت سے استفادہ کریں۔

پیدائش اور زندگی کے ابتدائی مراحل:

شہید الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب ملا یار محمد صاحب کے بیٹے اور مرحوم ملا فتح محمد صاحب (جو اپنے وقت کے بڑے مشہور اور قابل عالم تھے) کے پوتے تھے، موصوف رحمہ اللہ ۱۳۸۸ھ ق کو ولایت گندہار کی ژڑئ ولسوالی کے علاقے نلغام کے الکوزئی نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور محلہ کے امامِ مسجد سے حاصل کی، بعد میں اپنے علاقے کی سطح پر مختلف دینی علوم کے ماہرین سے دینی علوم کی کتب پڑھیں۔ سویت یونین کے قبضے کے خلاف جاری جہاد کے گرم سالوں میں ملا عبید اللہ اخند صاحب نوجوان تھے، انہوں نے پہلی بار گندہار میں طالبان کے ایک بڑے گروپ (جو ملا محمد صادق اخند صاحب کا جبہہ تھا) کے ساتھ مل کر روسی قابضین اور کمیونسٹوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔

الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب نے جہاد کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی دینی تعلیم بھی جاری رکھی، مگر اُن کی زیادہ تر دلچسپی جہادی امور تھی اس لئے انہی میں اکثر مصروف رہتے، موصوف رحمہ اللہ تعلیمی سال کے شروع اور آخر میں گندہار میں اپنے مربوطہ جہادی گروپ کے ساتھ شریکِ جہاد ہوتے، مگر انہوں نے کبھی بھی اس راہ میں تھکاوٹ کا احساس نہیں کیا۔

روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف جہاد:

شہید الحاج ملا عبید اللہ اخند سویت یونین اور ان کے مزدوروں (خلق اور پرچم پارٹی) کے خلاف جہاد کرنے والے مشہور مجاہدین اور بڑوں میں سے تھے، موصوف رحمہ اللہ نے نوجوانی سے ہی گندہار میں روسی یلغار کے مقابلے میں اسلحہ اٹھایا اور پھر بلا توقف اپنے جہاد کو دوام بخشا، حتیٰ کہ آخری کمیونسٹ حکمران (ڈاکٹر نجیب) کی حکومت سقوط کر گئی۔

الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب نے اپنے جہادی کیئر کا آغاز ایک عام مجاہد کی حیثیت سے کیا، لیکن اپنی اچھی استعداد، جہادی حوصلے اور استقامت کے مالک تھے اور ساتھ میں بدنی قوت سے بھی اللہ تعالی نے انہیں خوب نوازا تھا جس کی بنا پر ہر وقت متعد اور تیار رہتے، چنانچہ بہت جلد گندہار کی سطح پر ایک تگڑے اور ماہر مجاہد کی حیثیت اپنا نام روشن کیا۔

موصوف کے جہادی ساتھی کہتے ہیں: سویت یونین کے خلاف جہاد کے وقت ملا عبید اللہ اخند کا پسندیدہ اسلحہ ہشادودو (۸۲ ایم ایم توپ) تھا، جسے بہت ہی ماہرانہ انداز میں استعمال کرتے تھے، ملا عبد اللہ اخند (جو بعد میں گندہار کے ملا محمد صادق اخند گروپ کے عمومی عسکری قوماندان کی حیثیت سے مقرر ہوئے) نے روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف

بہت سی لڑائیوں میں حصہ لیا، اور بہت سی مشترکہ کارروائیوں میں کمانڈر کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا۔

موصوف نے گندہار کے میوند، ژڑئ، پنجوائی، ارغنداب اور شہر کے بشمول بہت سے علاقوں میں جہادی کارروائیاں سرانجام دی ہیں، اسی طرح ولایتِ ہلمند کے علاقے گِرشک، اور ولایتِ زابل کے شہرِ صفا، اور ولایتِ روزگان کے مرکز ترین کوٹ، بلاغ اور سرخم کے علاقوں میں بھی روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف جہادی کارروائیوں میں حصہ لیا۔

موصوف کا ایک جہادی دوست ملاجان محمد صاحب کہتے ہیں کہ ولایتِ زابل کے شہرِ صفا کے علاقے میں کمیونسٹوں کی جو بہت بڑی کاروائی مجاہدین کی مشترکہ کارروائی ختم ہوئی تھی، اس بڑی کارروائی میں ملاعبید اللہ اخند صاحب بھی شریک تھے، ملاجان محمد صاحب (جو اسی کارروائی کے دوران ملاعبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ محاذِ جنگ میں تھے) کہتے ہیں: مجھے یاد ہے کہ ملاعبید اللہ اخند صاحب نے دشمن پر ہشاد دو توپ کے ۳۰ گولے بغیر کسی وقفے کے داغے، جس میں دشمن کے بہت سے ٹینگ اور بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کے وقت ملاعبید اللہ اخند صاحب چند بار زخمی بھی ہوئے، ایک دفعہ اُس وقت سخت زخمی ہوئے جب گندہار شہر کے محلہ جات علاقے میں تاریخ جہادی کارروائیوں کے دوران عالی قدر امیر المؤمنین ملامحمد عمر مجاہد کے ساتھ ایک ہی مورچہ شریک جہاد تھے، اُس وقت کے مجاہدین کے بقول: محلہ جات میں اس جنگ کے دوران دشمن کے اتنے ٹینک اور عسکری گاڑیاں تباہ ہوئیں کہ دشمن کے بھاگنے کے باوجود صبح کو جب لوگ دور سے دشمن کے جلی ہوئی گاڑیاں دیکھتے تو گاڑیوں کی کثرت کی وجہ سے یہی گمان کرتے کہ شاید کاروائی گئی نہیں، بلکہ اب بھی اپنی جگہ پر ہے، کیونکہ کافی تعداد میں عسکری گاڑیاں دکھائی دیتی تھیں، حالانکہ وہ کھڑی گاڑیاں مجاہدین نے جلائی تھیں، اور باقی ماندہ گاڑیاں اپنے مراکز بھاگنے پر مجبور ہوئی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس جگڑے میں دشمن کے ۱۲ اسے زائد ٹینک تباہ ہوئے تھے، اُس وقت کے مجاہدین کہتے ہیں کہ اس جنگ میں عسکری گاڑیوں اور ٹینک کو نشانہ بنانے کا بڑا اسلحہ صرف عالی قدر امیر المؤمنین اور ملاعبید اللہ اخند صاحب کے زیرِ استعمال تھا۔

بعد میں نجیب حکومت کے سقوط کے دوران ملاعبید اللہ اخند صاحب گندہار میں مسلح جہاد میں شریک رہے، پنجائی ولسوالی کی فتح میں شریک رہے، اور ارغنداب ولسوالی کی فتح کے دوران مجاہدین کی قیادت ان کے پاس تھی، یہاں تک کہ گندہار ولایت سے کمیونسٹوں کا مکمل خاتمہ ہوا۔

اسلامی تحریک کی تاسیس اور امارت میں ان کی خدمات:

گندہار میں کمیونسٹ انتظامیہ کے سقوط کے بعد ملاعبید اللہ اخند بھی اپنے بہت سے مجاہد طالبان ساتھیوں کی طرح اپنی عام زندگی بسر کرنا شروع کی، اور گندہار کے ژڑئ نامی علاقے میں رہنے لگے، اور ساتھ میں اپنی دینی تعلیم کی تحصیل بھی جاری رکھی، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پورے افغانستان کی طرح گندہار میں بھی حالات بہت خراب ہوئے، تنظیموں کی طرف منسوب خودسر لوگوں نے بدمعاشی شروع کی، جگہ جگہ پاٹک لگائے، اور باہم دست و گریبان ہوئے، اور آپس میں لڑنا جگڑنا شروع کیا، وطن کے معزز شہریوں اور عوام کو لوٹنا اور تنگ کرنے لگ گئے، یہاں تک کہ افغان عوام کی جان، ان کا مال اور ان کی عزت انہی غنڈوں کی طرف خطرے میں پڑ گئے۔

ایسے حالات کو بدلنے کے ارادے سے ملامحمد عمر مجاہد کی سربراہی میں گندہار کے علاقوں ژڑئ اور میوند میں ایک بار پھر وہی پرانے مجاہدین اور طالبان باہم جمع ہوئے، اور اس اجتماعی فساد، ہرج اور مرج کو ختم کرنے کے لیے ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی، چنانچہ ملا عبید اللہ اخند صاحب بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھے کہ جنہوں نے اس اسلامی تحریک کی تاسیس میں بنیادی کردار ادا کیا، اور اپنی زندگی کے اختتام تک ایک سچے اور متعہد مبارز کی حیثیت سے اسلامی تحریک کی خدمت میں اپنی جان کھپائی۔

جب طالبان نے گندہار شہر پر قبضہ کر لیا تو ملاعبید اللہ اخند صاحب کی گندہار قول اردو (۔۔۔) کے قومندان کی حیثیت تقرری ہوئی، اور

ساتھ میں ملک کے مغربی جنگی پوسٹس جاتے، اور کبھی کبھار ولایتِ فراہ کے دفاعی خط میں بھی عمومی مسئول کی حیثیت ذمہ داری نبھاتے، فراہ میں مسئولیت کے دوران ملا عبید اللہ اخند صاحب ایک دفعہ اسماعیل خان کے اچانک حملے (جو اُس نے عید کی صبح کو کیا تھا) اپنے چند ساتھیوں سمیت گرفتار ہوگئے تھے، مگر چالیس دن بعد قیدیوں کے عمومی تبادلے میں رہا ہوئے، جب اسلامی تحریک کی طرف سے ۱۳۷۵ھ ش ماہ میزان کی ۶ تاریخ کو کابل فتح ہوا تو الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب اسلامی امارت کی طرف سے پہلے عبوری وزیرِ دفاع مقرر ہوئے، بعد میں رسمی طور پر وزارتِ دفاع ان کی سپرد ہوئی، جسے انہوں نے امریکا کے افغانستان پر حملے اور امارت اسلامی کے مجاہدین کے سقوط تک بخوبی نبھایا۔

وزیرِ دفاع چونکہ اسلامی امارت کے تمام مسلح قوتوں کا سربراہ ہوتا ہے، اس لیے ملا عبید اللہ اخند صاحب نے اسلامی امارت کے پہلے وزیرِ دفاع کی حیثیت سے ہمیشہ مختلف تعارضی اور دفاعی کارروائیوں میں لیتے رہے ہیں، کابل کے شمال میں دفاعی خطوط کا ہمیشہ دورہ کرتے، اور تمام تر جگڑوں میں بذاتِ خود شریک ہوتے۔

کابل کے شمال میں جاری جگڑوں میں جب ولایتِ زابل کے مشہور جہادی کمانڈر ملا عزیز خان شہید ہوئے، اسی طرح ولایتِ روزگان کے ایک جہادی کمانڈر شہید ہوئے جو ملا مشر ثانی کے نام سے شہرت رکھتے تھے، تو ملا عبید اللہ اخند صاحب ان کے فاتحہ خوانی کے لیے اسلامی تحریک کے مشہور کمانڈر ملا داد اللہ صاحب اخند اور دیگر مجاہدین کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں گئے، پہلے زابل گئے اور بعد میں روزگان کی جانب محوِ سفر ہوئے، مگر روزگان کے مرکز کے ساتھ مربوط علاقے مراباد میں ان کی ہیلی کاپٹر تکنیکی عوارض کی وجہ سے گر گئی، اگرچہ یہ بہت خطرناک حادثہ تھا، مگر اللہ تعالی کے فضل سے دونوں مشران اور ان کے مجاہد ساتھی محفوظ رہے۔

افغانستان کے مختلف علاقوں میں مخالفین کے خلاف لڑتے ہوئے ملا عبید اللہ اخند صاحب ۷ دفعہ زخمی ہوئے، وہ آخری دفعہ اس وقت زخمی ہوئے جب کابل کے شمال میں کلکانو و لسوالی کے مرکز کے قریب تھے، موصوف کو اس دفعہ جو زخم آئے وہ انتہائی گہرے تھے، جن کی وجہ سے کافی عرصہ تکلیف میں رہے۔

جب امریکی حملے کے اختتام پر اسلامی امارت نے دار الحکومت کابل اور دیگر شہروں سے سقوط اختیار کیا تو شہید الحاج ملا عبید اللہ اخند کو امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی طرف امارت کے قائم مقام امیر کی حیثیت سے مقرر ہوئے، اس بھاری مسئولیت کے وقت (کہ جب افغانستان اور علاقائی طور پر حالات انتہائی نامساعد تھے) دشمن کے حملوں اور پروپیگنڈوں کا ایک طوفانِ بدتمیزی برپا تھا، عموماً لوگوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے، امارتِ اسلامی مالی اعتبار سے سخت مشکلات کا سامنا کر رہی تھی، اور پوری دنیا میں فضلِ الٰہی کے سواء کوئی اور آسرہ نہ تھا، مگر ملا عبید اللہ اخند صاحب نے امارت اسلامی کے دیگر باعزت رہنماؤں کی طرح سخت تکالیف جھیل کر اللہ تعالی کے فضل و نصرت سے افغانستان پر جاری جارحیت کے مقابلے میں جاری مقدس قیام کی تشکیلِ نو کی، اور مجاہدین کے مورال کو بلند کیا۔

الحاج شہید ملا عبید اللہ اخند کے قریبی ساتھیوں کے بقول امریکی یلغار کے خلاف جہاد کے پہلے سالوں میں موصوف رحمہ اللہ جہادی تحریک کو قوی اور کامیاب بنانے کے لیے بہت تگ و دو میں لگے رہتے تھے، بہت سے علاقوں کی طرف اسفار کیے، اور بہت سے ایسے مجاہدین کے دروازوں پر دستک دی جن سے اُن کو امید تھی کہ وہ جہاد اور مقاومت کی راہ کو دوام دینے کے لیے آمادہ ہوں گے۔ الحاج شہید عبید اللہ اخند صاحب اور امارت اسلامی کے دیگر درددل رکھنے والے مشران کی انہی کوششوں کے نتیجے میں افغانستان میں جہاد ایک بار پھر تدریجاً قوت پکڑتا گیا، جو ابھی فتح سے ہمکنار ہونے والا ہے۔ (بالآخر ۱۵ اگست ۲۰۲۱ء کو امارت اسلامی کا جہاد فتح مند ہو کر صلیبی حملہ آور اپنے تمام تر لاؤ لشکر سمیت بد ترین شکست سے دوچار ہوئے۔ از مترجم)

ان کی شخصیت اور خصوصیات:

ولایتِ ہلمند کے رہنے والے مولوی محب اللہ صاحب گرمسیری (جو سویت یونین کے مقابلے میں جہاد کے موقع پر کچھ وقت الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ رہے ہیں، اور بعد

میں ان کے ساتھ اچھے اور قریبی تعلقات رہے ہیں) کہتے ہیں کہ الحاج ملاعبید اللہ اخند صاحب کے تمام مشہور صفات میں سے موصوف کا تقوی اور مضبوط عزم تھے، الحاج ملاعبید اللہ اخند صاحب جگڑے اور مقاومت کے وقت بڑے حوصلہ مند اور باعزم ہوتے، اور عام زندگی میں غیر معمولی تقوی کے حامل تھے۔

مولوی محب اللہ صاحب کے بقول الحاج شہید ملاعبید اللہ اخند صاحب نے گندہار میں اپنے جبہے (گروپ) کے تمام مجاہدین کو خصائلِ حمیدہ، دیانت اور نماز باجماعت کا پابند بنار کھا تھا، جو بھی ساتھی دینی اقدار کو عملی جامہ پہنانے میں کوتاہی کرتا اسے اپنے گروپ میں جگہ نہیں دیتے تھے۔ جہاد کے وقت ملاعبید اللہ اخند صاحب ہر صبح سورہ یسین کی تلاوت کا اہتمام ضرور کرواتے، چنانچہ ایک مجاہد پڑھتے اور دوسرے مجاہد ساتھی سنتے۔

مولوی محب اللہ صاحب کے بقول الحاج ملاعبید اللہ اخند صاحب خصوصی طور پر دینی علوم کا بہت شوق رکھتے تھے، اور علماء کرام کا بہت ہی احترام کرتے، ملاعبید اللہ اخند صاحب وزیرِ دفاع ہونے کے باوجود علماء کی ملاقات کو بہت اہمیت دیتے، چاہے کوئی عام عالم صاحب بھی ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو وہ اس کی ملاقات سے جی نہیں چراتے، بلکہ بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ اس کے ساتھ ملاقات کرتے، ان کی پوری کوشش ہوتی کہ آئے ہوئے مہمان کو خوب عزت دی جائے۔

ملاصالح محمد اخند صاحب (جو روس کے خلاف جہاد کے وقت ملاعبید اللہ اخند صاحب کے قریبی دوست رہے ہیں) کہتے ہیں: ملاعبید اللہ اخند صاحب ایک متقی شخص تھے، جب بھی کسی مجاہد کی گاڑی میں موسیقی کے آلات دیکھتے تو توڑ ڈالتے، اور جب بھی کسی مجلس میں یا عوامی مراسم میں کوئی ناجائز عمل کو دیکھتے تو مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے، موصوف رحمہ اللہ قومی تعصب سے پاک انسان تھے، حتی کہ کسی سے قوم کے بارے میں پوچھنا تک انہیں گوارا نہ تھا، قومیت کے بارے بات چیت انہیں بالکل پسند نہ تھی۔

ملاسردار محمد اخند صاحب (جو سالہا سال تک ملاعبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ رہے ہیں) کہتے ہیں: میں انہیں کبھی بھی نہیں دیکھا کہ ملاعبید اللہ اخند صاحب نے بغیر جماعت کے نماز پڑھی ہو، چاہے دو ساتھی ہوتے تب بھی نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے، یا تو خود پیش امام بنتے یا کسی اور کو بنا کر نماز باجماعت ادا کرتے، موصوف رحمہ اللہ اگرچہ وزیر دفاع تھے مگر ان کا زیادہ تر وقت جنگی خطوط (محاذِ جنگ) گزرتا، اور اکثر لڑائیوں میں بذاتِ خود حصہ لیتے۔

ملاعبد الصمد صاحب موصوف کے یادیں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ایک دفعہ خوست سے کابل جاتے ہوئے طالبان کی گاڑیاں بشکلِ کاروان جارہی تھیں، ملاعبید اللہ اخند صاحب بھی اسی کاروان میں تھے، ایک گاڑی کی ٹکر سے کسی چرواہے کا ایک دنبہ (جو سڑک پر جارہا تھا) ہلاک ہوا، ملاعبید اللہ اخند صاحب نے چرواہے کو بلوایا، پہلے اس کا خوب اکرام کیا، اور پھر اس سے پوچھا کہ اس دنبے کی کیا قیمت تھی، جب اس نے قیمت بتادی تو ملاعبید اللہ اخند صاحب نے انہیں وہ رقم دے دی۔

ملااسرائیل اخند صاحب اسماعیل خان کی جانب سے ہرات میں موصوف کی گرفتاری کا حال سناتے ہوئے بیان کرتے ہیں: الحاج ملاعبید اللہ اخند صاحب فراہ میں دشمن کی طرف سے پکڑے گئے، جنہیں بعد میں ہرات منتقل کیا گیا، ہرات میں تورن اسماعیل خان کے بندوں نے چاہا کہ ٹیلی ویژن کیمرے کے روبرو اس بات کا اقرار کرے کہ طالبان کا پاکستان کے ساتھ تعلق ہے، پاکستان طالبان کو پیسے دیتے ہیں، تاکہ یہ اعتراف کابل ٹیلی ویژن سے نشر ہو، دشمن نے بہت دباؤ ڈالا مگر ملاعبید اللہ اخند صاحب اس کے لیے تیار نہ ہوئے۔ ملااسرائیل صاحب کہتے ہیں کہ جب طالبان نے ہرات کو فتح کیا تو میں ایک دن ہرات شہر میں ملاعبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ جارہا تھا کہ اچانک ان کی نظر ایک بندے پر پڑی تو اسے بلایا، (یہ وہ شخص تھا جو قید کے دوران ملاعبید اللہ اخند صاحب سے سوالات کرتا تھا) ملاعبید اللہ اخند صاحب نے اسے کہا: جو زیادتی تم نے مجھ سے کی ہے، میں نے اسے معاف کیا ہے، مگر ایک بات بتاتا چلوں کہ ہم صرف اللہ تعالی کی رضا کی خاطر اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے اٹھ کھڑے ہیں، اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس راہ میں کسی کے اجیر نہیں، اور نہ ہی کسی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

الحاج ملا عبد الغفار صاحب (جو امارت اسلامی کی حکمرانی کے وقت وزارت دفاع کے مخابرات کے عمومی مسئول تھے، اور ملا عبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ بہت زمانہ قریب رہے ہیں، وہ ملا عبید اللہ اخند صاحب کے تقوی اور بیت المال کے بارے میں انتہائی احتیاط کا تذکرہ کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ میں ملا عبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ گندہار ولایت، ژڑئ میں ان کے گھر گیا تھا، ان کا گزر اوقات ایک عام آدمی کی طرح تھا، حالانکہ وہ اس وقت وزیرِ دفاع تھے۔

ملا عبد الغفار صاحب (جو وزارتِ دفاع کی استخبارات کے عمومی مسئول تھے) ملا نور علی صاحب کے حوالے سے کہتے ہیں: ایک دفعہ جب ملا عبید اللہ اخند صاحب اپنے کابل والے گھر میں تھے، آدھی رات کو ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا، جب میں باہر آیا تو مجھ سے کہنے لگے: اگر کچھ رقم اپنے ذاتی رقم میں سے مجھے قرض دیدو، میرا بیٹا (محمد) سخت مریض ہے۔ ملا نور علی صاحب نے ان سے کہا کہ اسے ۴۰۰ بستر ہسپتال لیجاؤ، وہاں امارت اسلامی سے مربوط لوگوں کا علاج معالجہ مفت ہوتا ہے، یا بیت المال کے پیسے خرچ ہوتے ہیں، کیونکہ اتنی اجازت تو ہے، مگر ان باتوں کے سنتے ہی ملا عبید اللہ اخند صاحب نے کہا کہ مجھے طریقہ مت بتاؤ، اگر ذاتی رقم ہو تو مجھے قرض دے دو، جب میرے ہاتھ رقم آئے تو لوٹا دوں گا۔ ملا نور علی صاحب کہتے ہیں کہ میرے پاس ۲۰ ہزار ذاتی روپے تھے وہ انہیں دے دیے، جو بعد میں وزیرِ دفاع صاحب نے مجھے لوٹا دیے، مگر تنگ دستی کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا کرکے، کبھی پانچ سو، کبھی ہزار اور کبھی ڈیڑھ ہزار دیکر اپنا قرض اتارا۔

ملا عبید الغفار صاحب کہتے ہیں کہ ملا عبید اللہ اخند کے گھر کے پہرادار نے اپنی معلومات کی اساس پر مجھ سے کہنے لگے کہ ملا عبید اللہ اخند صاحب کے گھر کو ہفتہ میں صرف ایک دفعہ آدھا کلو گوشت آتا ہے، جو موصوف رحمہ اللہ کی طرف سے بیت المال کے ساتھ انتہائی احتیاط پر دلالت کرتا ہے۔

ملا عبد الغفار صاحب کہتے ہیں کہ ملا عبید اللہ اخند صاحب کی عاجزی اور انکساری بھی اپنی مثال آپ تھی، راہ چلتے ہوئے کسی سے آگے بڑھنا ان کی عادت نہ تھی، اور بیٹھتے وقت کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ کوئی چیز (چادر وغیرہ) بچھاؤ، بلکہ زمین پر انتہائی بے تکلفی سے بیٹھ جاتے۔

اسی طرح ملا عبد الغفار صاحب ملا عبید اللہ اخند صاحب کی اُس وقت کی حالت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب وہ وزیرِ دفاع تھے: وہ بڑے متوکل انسان تھے، اپنی مسئولیت کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہتے، پورے افغانستان میں مختلف ولایتوں میں اپنے گاڑی میں چند مجاہد ساتھیوں کے ساتھ سفر کرتے، ان کا معمول یہ تھا کہ رات کو ایک بجے کابل سے روانہ ہوتے، کابل کے شمال میں واقع نئی اور پرانی سڑک پر قائم جنگی خطوط کا معاینہ کرتے، مسئولین سے براہ راست حالات کا پتہ کرتے، اور دفتری اوقات شروع ہونے سے پہلے اپنے دفتر واپس آجاتے، تاکہ اپنے رسمی کاموں کو نمٹائے۔ ملا عبد الغفار صاحب کہتے ہیں کہ مجھے یہاں تک یاد ہے کہ وزیرِ دفاع (ملا عبید اللہ اخند صاحب) اکیلے اپنی گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے شمال میں واقع دفاعی خطوط تک چلے جاتے، اور دفاعی مورچوں کا جائزہ لے کر واپس آجاتے۔

ملا عبد الغفار صاحب (جو وزارتِ دفاع کی استخبارات کے عمومی مسئول تھے) کہتے ہیں: وزارتِ دفاع کی مسئولیت کے وقت کبھی بھی نہیں دیکھا کہ ملا عبید اللہ اخند صاحب متعلقہ مسئولین اور مراجعین سے غائب نہیں ہوئے، کیونکہ ۲۴ گھنٹے ان کا عمومی مخابرہ کھلا ہوتا، اور پھر عمومی مخابرے کے مسئولین ملا عبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ رابطے میں ہوتے، جس شخص کا جو بھی کام وزیرِ دفاع سے متعلق ہوتا وہ وزیرِ دفاع تک پہنچا دیا جاتا، چاہے دن ہوتا یا رات۔

امریکہ کے خلاف جہادِ نو کے وقت (جو بڑی مایوسی اور آزمائش کی گھڑی تھی، مگر) شہید ملا عبید اللہ اخند صاحب اپنی مجالس میں ساتھیوں کو ہمیشہ یہ آیت کریمہ بطورِ تسلی تلاوت فرماتے: (والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین) اور کہتے کہ اگر ہم سچے دل سے جہاد کی نیت کرلیں تو اللہ تعالی لازماً جہاد کے اسباب وسائل مہیا فرمادیں گے۔

ولایتِ ہلمند کی گرشک وسوالی میں ایک آدمی جہادی مسئول ملا عطا محمد (جو انہی دنوں میں الحاج ملاعبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ قریب رہے تھے) کہتے ہیں کہ موصوف ہمیں ہر وقت یہی وصیت کرتے کہ عوام کے ساتھ خوب گزارے سے پیش آؤ، اگرچہ خود تکلیف میں رہو، بھوکے رہو مگر لوگوں سے زبردستی کچھ مت مانگو، بلکہ مانگنا ہی چھوڑ دو تاکہ عوام آپ کی حالتِ زار دیکھ کر خود ہی مدد اور نصرت شروع کردیں۔

امریکہ کے خلاف جن دنوں میں نیا نیا جہاد شروع ہوا تھا تو ملاعبید اللہ اخند صاحب ارتباط کے مسئول تھے، حالانکہ حالت کافی خراب تھے، اور امنیتی مشکلات ہر جگہ تھیں، مگر شہید ملاعبید اللہ اخند صاحب نے ہمیں کہا تھا کہ کبھی ٹیلیفون نمبر نہیں بدلنا، اور نہ ہی بند کرنا، اور خود بھی اپنا نمبر کھلا رکھتے تاکہ مجاہدین کے رابطے کی صورت میں ان سے رابطہ کرسکوں۔ اس موضوع میں شہید ملاعبید اللہ اخند صاحب کی رائے تھی کہ اگر ہم پکڑے جائیں تو یہ اتنی بری بات نہیں مگر مجاہدین کی ضروریات کا پورا ہونا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ فون بند ہونے کی صورت میں ہم ان تک نہ پہنچ سکیں یا ان سے بے خبر رہ جائیں۔

امارت اسلامی کے مشہور لکھاری ملا خبیر احمد مجاہد (جنہوں نے امریکہ کے خلاف جہاد کے ابتدائی سالوں میں امارت اسلامی کے مطبوعات کے احیاء میں بنیادی کردار ادا کیا ہے، اور اس دوران وہ ملاعبید اللہ اخند صاحب کے ساتھ قریبی رابطہ تھا اور ان کے ساتھ معاونت کرتے) کہتے ہیں: ایک دن امارت اسلامی کے نائب ملاعبید اللہ اخند صاحب نے مجھے یوں مخاطب کیا: ”اگرچہ فی الحال ہمارے پاس وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں، مگر اللہ جل جلالہ مہربان ذات ہے، وہ بڑی شان والے ہیں۔ چاہے پوری دنیا کے کفار اور اسلام دشمن قوتیں ہمارے خلاف متحد ہو جائیں، اور دنیا میں ہمارے لیے ایک بالشت زمین بھی جائے پناہ نہ رہے، اور کوئی پڑوسی ملک ہمیں مدد اور غمخواری کی بات نہ کرے تب بھی اللہ جل جلالہ ہمارا حامی، حافظ اور ناصر ہے، ہمیں چاہئے کہ اسی پر توکل کریں، ہمیں اس کا انتظار نہیں کرنا کہ پہلے کافی وسائل اور روپے اکھٹا کریں پھر جہاد شروع کریں۔ اگر کوئی اور چیز ہاتھ نہ آئے سوائے اس کے کہ ہمارے ہاتھ پتھر ہی آئیں تو انہیں لیکر قابض افواج کی طرف پھینکیں گے، اور قیامت میں یہی کہیں گے کہ ہماری اتنی طاقت تھی کہ تمہارے دین کے دشمنوں کو پتھروں سے مارا، مگر خاموش نہیں بیٹھے۔ اور دوسری بات یہ کہ اس کام (جہاد) کرتے وقت شہادت اور قید وبند برداشت کی نیت لازماً کریں گے“۔

پاکستان میں دورانِ قید شہید الحاج ملاعبید اللہ اخند صاحب نے حفظِ قرآن کریم کو مکمل کیا، اور دورانِ قید نوافل میں ختمِ قرآن کریم کا اہتمام فرماتے، اور اپنے قیدی ساتھیوں کو بھی یہی ہدایت کرتے، کہ قرآن کی عمومی تلاوت کی بجائے قرآن کریم کو حفظ کرو، اور نماز میں پڑھو۔ وہ فرمایا کرتے کہ ایک طرف نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کا اجر زیادہ ہے تو دوسری طرف اس میں توجہ اور حضورِ قلبی بھی برابر ہوتی ہے، جس سے بہت مزے لئے جاسکتے ہیں۔

موصوف کے ایک ساتھی (جو ان کے ساتھ کراچی میں ساتھ والے کمرے میں قید رہے ہیں) کہتے ہیں کہ ملاعبید اللہ اخند صاحب نے مجھے فرمایا: میں قرآن کریم دو سال میں حفظ کیا، سب سے پہلے یہ چار سورتیں (سورہ یسین، سورہ ملک، سورہ دخان اور سورہ حم السجدۃ) یاد کیں، اور یہ اپنا معمول بنایا کہ جمعہ کی رات کو چار رکعت نوافل میں یہی چار سورتیں تلاوت کرتا، اور نوافل سے فراغت پر اللہ تعالی سے دعا مانگتا کہ اے اللہ مجھے حفظِ قرآن کریم کی توفیق سے نواز دے، حتی کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم کو حفظ کرنے کی نعمت اور دولت دے دی۔

ملاعبید اللہ اخند صاحب کی شہادت:

شہید الحاج ملاعبید اللہ اخند صاحب ۳ جنوری ۲۰۰۷ء کو پاکستان کے صوبے بلوچستان کی طرف سفر کے دوران کوئٹہ شہر میں پاکستان کے خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے گرفتار کیا، گرفتاری کے بعد لمبے عرصے تک موصوف کے بارے میں کوئی معلومات نہیں تھیں کہ کدھر ہیں، یہاں تک کہ خود ہی پاکستانی اہلکاروں کی طرف سے ان کے گھر والوں کو احوال سے آگاہ کیا گیا کہ ملاعبید اللہ اخند صاحب ۵ مارچ ۲۰۱۰ء کو جمعہ کے دن کراچی کے ایک قید خانے میں انتقال

کر گئے ہیں، اور انہیں دفنادیا گیا ہے۔

شہید الحاج ملاعبید اللہ اخند کی شہادت کی خبر پورے عالمِ اسلام خصوصاً افغان عوام اور امارت اسلامی کے مجاہدین کے لیے ایک دردناک خبر تھی، امارت اسلامی کی قیادت (مشر تابہ) کی طرف سے موصوف کی شہادت سے متعلق ایک اعلامیہ شائع ہوا، جس میں لکھا تھا:

«امارت اسلامی افغانستان الحاج ملاعبید اللہ اخند صاحب کی شہادت کے متعلق موصوف کے گھرانے، تمام مجاہدین، افغان عوام اور پوری امتِ مسلمہ کو غمخواری، تعزیت او تسلی دیتی ہے، جیسا کہ موصوف رحمہ اللہ نے جہادی راہ اور زندگی میں اپنی روح خالق و مالک کے سپرد کی ہے اللہ تعالی کے دربار سے موصوف کی شہادت کی قبولیت اور جنتِ فردوس کا سوال کرتی ہے، اسی طرح ان کے اعزاء واقرباء کے لیے دربارِ الہی میں صبرِ جمیل اور اجرِ عظیم کی طلب گار ہے۔

امارت اسلامی افغانستان الحاج ملاعبید اللہ اخند کی شہادت سے جو خلاء پیدا ہوئی ہے وہ پوری امتِ مسلمہ خصوصاً افغانستان کے لیے ایک ایسی ضیاع ہے جس کا جبیرہ کبھی بھی نہیں ہو سکے گا، اور پاکستان کے حکمرانوں سے امارت اسلامی مطالبہ کرتی ہے کہ الحاج ملاعبید اللہ اخند کی گرفتاری، بیماری اور وفات کے متعلق مکمل معلومات امارت اسلامی کو دیں۔ چونکہ موصوف کی شہادت کے دو سال بعد ان کے اہلخانہ کو ان کی شہادت کی اطلاع دی گئی، اس تاخیر کی وجہ سے ہم عالمی ادارے ریڈ کراس کو بھی ذمہ دار سمجھتے ہیں کہ انہوں نے پاکستان میں امارت اسلامی کے قیدیوں کے بارے میں اب تک کسی قسم کی معلومات شہیدِ موصوف کے گھر والوں یا دیگر قیدیوں کے اہلخانہ کو نہیں پہنچائی، ہم سنجیدگی کے ساتھ ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مستقبل میں میں اپنی اس کمی کو پورا کریں، کیونکہ یہ ان کی مسئولیت ہے۔

شہید الحاج ملاعبید اللہ اخند نے اپنے پسماندگان میں ۱۴ بچے چھوڑے ہیں، جن میں ۹ نرینہ اولاد ہے، جن میں چند حفاظِ کرام ہیں، جبکہ باقی دینی علوم کے سیکھنے میں مشغول ہیں۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

یہود کی ساڑھے تین ہزار سالہ مختصر تاریخ

اور

انکی دائمی ذلت و مسکنت اور ابدی محکومیت و مغلوبیت کا راز

قسط سوم

مفتی غفران صاحب

دوسرا اعلان:

لعنت و غضب اور بندر و خنزیر بنادیا جانا

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَاناً وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ (سورة المائدة: ٦٥)

ترجمہ: کہہ دیجئے، میں تمہیں بتلاؤں ان میں کس کی بری جزا ہے، اللہ کے ہاں، وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا اور ان میں سے بعض کو بندر کر دیا اور بعضوں کو سور، اور جنہوں نے بندگی کی شیطان کی وہی لوگ بدتر ہیں درجہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے۔

یہود کو بندر اور خنزیر کیوں بنایا گیا تھا، وجہ مماثلت کیا ہے؟

امام محمد متولی الشعراوی (المتوفی: ۱۴۱۸ھ) نے اس آیت کے تحت اس کی وجہ یوں لکھی ہے:

نقول علينا أولا أن ننظر إلى البهيمية التي نقلهم الله إليها نجد أن القردة هي الحيوان الوحيد المفضوح العورة دائما وإن عورته لها لون مميز عن جسده وأنه لا يتأدب إلا بالعصا واليهود كذلك لم يقبلوا المنهج إلا عندما رفع فوقهم جبل الطور وما هم فيه الآن ليس مسخ خلقه ولكن مسخ خُلُق والخنازير لا يغارون على أنثاهم وهذه لازمة موجودة في اليهود.

(تفسير الشعراوي: ١/ ٣٨٥)

امام شعراوی فرماتے ہیں: اولاً ہم اس حیوان (بندر کے کچھ اوصاف) پر نظر ڈالتے ہیں، جس کی طرف اللہ سبحانہ و تعالی نے ان کو نقل فرمادیا ہے۔

۱۔ بندر حیوانات میں صرف وہ واحد حیوان ہے جس کی شرمگاہ ہمیشہ کھلی رہتی ہے

۲۔ اس کی شرمگاہ کا رنگ اسکے بدن کے رنگ سے متغیر اور ممتاز ہوتا ہے

۳۔ اس کی تربیت اور ادب بغیر ڈنڈے کے نہیں ہوتی، یہی حال یہود کا بھی ہے کہ وہ درست سمت پر نہیں چلے ہیں تا آنکہ کوہ طور ان کے سروں پر اٹھا دیا گیا

۴۔ سوروں (خنزیروں) کی غیرت کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے مادوں پر غیرت نہیں کرتے (بالفاظ دیگر اگر شوہر کی موجودگی میں اس کی بیوی پر کوئی ہاتھ ڈال کر اپنے ساتھ لے جائے تو اس حرکت سے بھی اس کی حیوانی غیرت اور حمیت نہیں جاگتی)

یہی وہ صفات کریہہ ہیں جو یہود بے بہبود کے معاشرتی اور خانگی زندگی کا جزء لاینفک بن چکا ہے۔ (أعاذنا اللہ منها)

زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے، معمولی غور و فکر سے یہ صفات قبیحہ ان بد بختوں میں اچھی طرح معلوم کی جاسکتی ہیں۔

تیسرا اعلان:

ہر زمانے میں یہود پر اللہ تعالی کسی کو مسلط فرما کر عذاب سے دوچار کرتا رہے گا:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ ٱلْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (سورہ اعراف ۱۶۷)

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب خبر دی تھی تیرے رب نے، کہ ضرور بھیجتا رہے گا یہود پر قیامت کے دن تک ایسے شخص کو، کہ دیا کرے ان کو برا عذاب، بیشک تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے، اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ان آیتوں میں بھی ان کی سزا اور برے انجام کا ذکر ہے۔

پہلی آیت میں ان کی دو سزاؤں کا بیان ہے جو دنیا ہی میں ان پر مسلط کر دی گئی ہیں۔ اول یہ کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ ان پر کسی ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سخت سزا دیتا رہے اور ذلت و خواری میں مبتلا رکھے، چنانچہ اس وقت سے آج تک ہمیشہ یہود ہر جگہ مقہور و مغلوب اور محکوم رہے، آج کل کی اسرائیلی حکومت سے اس پر شبہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ در حقیقت آج بھی اسرائیل کی نہ اپنی کوئی قوت ہے نہ حکومت، وہ روس اور امریکہ کی اسلام دشمن سازش کے نتیجہ میں انہی کی ایک چھاؤنی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور آج بھی وہ بدستور انہی کے محکوم و مقہور ہیں، جس دن جس وقت یہ دونوں اس کی امداد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیں اسی روز اسرائیل کا وجود دنیا سے ختم ہو سکتا ہے۔

(معارف القرآن)

مزید وضاحت اور تاریخی پس منظر کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر ماجدی، سورۃ البقرۃ اور سورۃ الاعراف کے اس آیت کے تحت۔

چوتھا اعلان:

متبعین عیسی علیہ السلام کی یہود پر دائمی فوقیت:

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ.

مذکورہ بالا آیت میں عیسی علیہ السلام کیساتھ پانچ وعدے کیے گئے ہیں، ان میں سے صرف چوتھا وعدہ ذکر کیا جاتا ہے، باقی کی تفصیل کے لئے معارف القرآن لمفتی اعظم محمد شفیع کی طرف رجوع فرمائیں

(وجاعل الذین اتبعوک) میں ہے کہ آپ کے متبعین کو آپ کے منکرین پر قیامت تک غالب رکھا جائے گا، یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ یہاں اتباع سے مراد حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت کا اعتقاد اور اقرار مراد ہے۔ ان کے سب احکام پر ایمان و اعتقاد کی شرط نہیں، تو اس طرح نصاری اور اہل اسلام دونوں اس میں داخل ہو گئے کہ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت و رسالت کے معتقد ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ صرف اتنا اعتقاد نجات آخرت کے لئے کافی نہیں، بلکہ نجات آخرت اس پر موقوف ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے تمام احکام پر اعتقاد و ایمان رکھے، اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے قطعی اور ضروری احکام میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کے بعد خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بھی ایمان لائیں، نصاری نے اس پر اعتقاد و ایمان اختیار نہ کیا، اس لئے نجات آخرت سے محروم رہے، مسلمانوں نے اس پر بھی عمل کیا، اس لئے نجات آخرت کے مستحق ہو گئے۔ لیکن دنیا میں یہودیوں پر غالب رہنے کا وعدہ صرف عیسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت پر موقوف تھا، وہ دنیا کا غلبہ نصاری اور مسلمانوں کو بمقابلہ یہود ہمیشہ حاصل رہا اور یقیناً قیامت تک رہے گا۔ (معارف القرآن)

مفتی صاحب ؒ نے تو فوقیت اور غلبہ سے مراد دنیوی اور مادی غلبہ ہی مراد لیا ہے، البتہ دیگر مفسرین نے فوقیت کے تین معانی بیان فرمائے ہیں:

۱۔ فوقیت مادی

۲۔ فوقیت برہانی

۳۔ فوقیت فی المنزلۃ والدرجۃ فی الاخرۃ

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

وَجاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ قال قتادة والحسن وابن جريج وخلق كثير: هم أهل الإسلام اتبعوه على ملته وفطرته من أمة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا وهم اليهود وسائر من شمله هذا المفهوم فإن المؤمنين يعلونهم بالحجة، أو السيف في غالب الأمر. چند سطر آگے تیسرا قول بھی نقل فرماتے ہیں: ومن الناس من حمل الفوقية على العلو الرتبي والفوقية بحسب الشرف (روح المعاني: ۲/ ۱۷٦)

امام ابو منصور ماتریدیؒ فرماتے ہیں:

يحتمل: يجعله فوق الذين كفروا بالقهر والغلبة والقتل، ويحتمل: بالحجة، ويحتمل: في المنزلة والدرجة في الآخرة.

(تفسير الماتريدي: تأويلات أهل السنة ٢/ ٣٨٤)

مذکورہ بالا ربانی وعدے سے لیکر تاحال یہود ہمیشہ محکوم و مغلوب رہے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں:

جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا اس وقت سے آج تک ہمیشہ مشاہدہ یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ بمقابلہ یہود ہمیشہ نصاری اور مسلمان غالب رہے، انہیں کی حکومتیں دنیا میں قائم ہوئیں اور رہیں۔ معارف القران تحت الایۃ المذکورۃ۔

متبعین عیسی علیہ السلام کا صحیح مصداق صرف مسلمان ہیں:

امام بغویؒ فرماتے ہیں:

قَالَ قَتَادَةُ وَالرَّبِيعُ وَالشَّعْبِيُّ وَمُقَاتِلٌ وَالْكَلْبِيُّ: هُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ الَّذِينَ صَدَّقُوهُ وَاتَّبَعُوا دِينَهُ فِي التَّوْحِيدِ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا ظَاهِرِينَ قَاهِرِينَ بِالْعِزَّةِ وَالْمَنْعَةِ وَالْحُجَّةِ.(معالم التنزيل في تفسير البغوي)

مذکورہ مفسرین (قتادۃ، ربیع، شعبی، مقاتل، اور کلبی رحمہم اللہ کے ہاں متبعین عیسی سے مراد امت محمدیہ (علی صاحبہا الف تحیۃ) کے وہ اہل اسلام ہیں جنھوں نے عیسی علیہ السلام کی تصدیق کی اور توحید میں ان کے دین کی پیروی کی، سو وہی کفار پر زور و طاقت اور حجت و برہان کیساتھ فتح یاب اور غالب رہیں گے۔

پانچواں اعلان: العداوۃ والبغضاء بینھم

فقال الله تعالى: وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ

(سورة المائدة ٦٤)

أبو العباس أحمد بن محمد بن المهدی الصوفی نے البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید میں اس جملہ کی تفسیر میں دو قول نقل کیے ہیں:

پہلا قول: جنگ کے متعلق یہود کی آراء مختلف رہیں گی، جس کی وجہ سے ان کا آپس میں تنازعہ کھڑا ہوگا اور ان کی جنگی تدابیر ناکام و نامراد رہیں گی اور ان کا مقابل ان کی شر سے محفوظ ہوں گے۔

لا تجتمع آراؤہم کُلّما أَوْقَدُوا ناراً لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ أی: کلما أرادوا حرب الرسول- علیہ الصلاة السلام - وإثارة شر علیہ، ردہم اللہ، وأبطل کیدہم، بأن أوقع بینہم منازعة کف بہا شرہم.

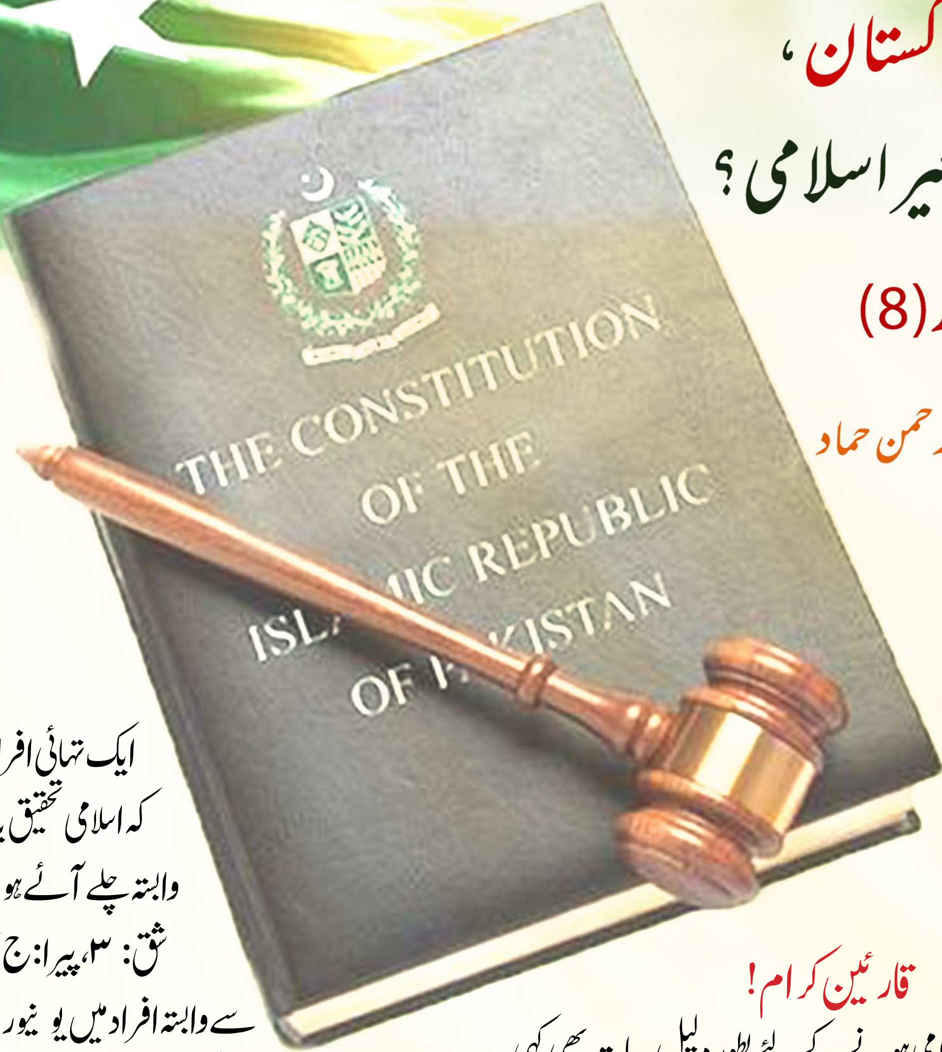
دوسرا قول: جب بھی یہود دشمن کے مقابلے میں آئیں گے شکست فاش سے دوچار ہوں گے

أو: کلما أرادوا حرب عدو لہم ہزمہم اللہ، فإنہم لما خالفوا حکم التوراة سلط علیہم بختنصر، ثم أفسدوا فسلط علیہم فطرس الرومی، ثم أفسدوا فسلط علیہم المجوس، ثم أفسدوا فسلط علیہم المسلمون. (البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید)

یعنی جب بھی وہ دشمن سے لڑنا چاہے اللہ تعالی نے انہیں شکست دے دوچار کیا، جب تورات کی مخالفت کی تو ان پر بخت نصر مسلط کیا گیا، پھر انہوں نے فساد کیا تو فطرس فومی مسلط ہوا پھر مجوس اور پھر مسلمان ان پر مسلط ہوئے۔

آئینِ پاکستان، اسلامی یا غیر اسلامی؟ قسط (8)

شیخ عبدالرحمن حماد



قارئین کرام!

آئینِ پاکستان کے اسلامی ہونے کے لئے بطورِ دلیل یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ خلافِ شرع تقنین کی راہ روکنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل (جس کے بارے میں تفصیل آئینِ پاکستان کی ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰ موجود ہیں) کونسل بنائی گئی ہے، حالانکہ اسلامی نظریاتی کونسل میں معاملہ صرف مشورے کے لیے جاتا ہے، اور وہ بھی تب جب اسمبلی کے دو بٹا پانچ ارکان (جیسا کہ دفعہ: ۲۲۹ میں ہے) اس کے حق میں ہوں، مثلاً موجودہ اسمبلی کے ۳۴۲ ارکان میں ۱۲۸ اس حق میں ہوں کہ اس معاملہ کو مشورے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل بھیجا جائے، حالانکہ پاکستان کی ۶۷ سالہ تاریخ میں آج تک اسمبلی میں اتنی تعداد میں متدین افراد نہیں گئے، اور اگر اسمبلی میں اتنی تعداد میں متدین افراد چلے بھی جائیں اور وہ مطالبہ کریں بھی، اور بل اسلامی کونسل جائے بھی، تب بھی اسمبلی کو حقِ تقنین دیا گیا ہے بدون اس کے کہ اسمبلی، اسلامی کونسل سے سفارشات وصول کرکے اس پر غور وخوض کرے، (جیسا کہ دفعہ: ۲۳۰، شق: ۳ میں ہے)

اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل کے ۸ تا ۲۰ افراد میں سے صرف ایک تہائی افراد کے لئے یہ شرط ہے کہ اسلامی تحقیق یا تدریس کے کام سے وابستہ چلے آئے ہوں (جیسا کہ دفعہ ۲۲۸، شق: ۳، پیرا: ج) اور تحقیق وتدریس سے وابستہ افراد میں یونیورسٹیوں کے برائے نام مذہبی اسکالر بھی شامل ہیں، اسی طرح ان فرقِ باطلہ کے وہ محققین ومدرسین بھی شامل ہیں جن کے متعلق اکابر کے سخت فتویٰ جات موجود ہیں، انہیں ضال ومضل اور ملحد تک کہا گیا ہے، جیسے ڈاکٹر قبلہ آیاز، ڈاکٹر جاوید غامدی، ڈاکٹر فضل الرحمن، ڈاکٹر خالد مسعود جیسا کہ ماہنامہ بینات، شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ اگست: ۲۰۱۰ء میں ہے:

اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان، ایک بڑا نام ہے، اس کا تذکرہ آتے ہی دل ودماغ میں ایک عظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ یقیناً اس کے قیام کا مقصد پاکستان کے آئینی ڈھانچے کو اسلامی نظریات کے سانچے میں ڈھالنا شامل ہوگا۔ چنانچہ ابتدائی کچھ عرصہ کو چھوڑ کر اس ادارہ نے واقعی پاکستان میں رائج قانون کی غیر اسلامی دفعات کو مشرف بااسلام کرنے کی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، اس ادارہ کی قابل قدر خدمات میں اس ادارہ کے معزز ارکان کی مساعی اور اس میں پاکستان بھر کے چوٹی کے علماء اور اربابِ علم وفضل کی شمولیت اور ان کی علمی وتحقیقی خدمات کا بڑا دخل ہے۔ چنانچہ ایک دور میں اس

ادارہ کو یہ شرف و اعزاز حاصل رہا ہے کہ محدث العصر حضرت اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہ جیسی نابغہ روزگار شخصیت اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہ جیسے بے دار مغز، عالم دین، اس کے رکن رہے، مگر افسوس...! کہ بیوروکریسی نے اسلامی نظریاتی کونسل کے ان مخلص ارکان کی ایسی تمام سفارشات کو نہ صرف نافذ نہیں ہونے دیا، بلکہ ان کو منصہ شہود پر ہی نہیں آنے دیا۔ بہر حال وہ حضرات اپنے اپنے حصہ کا کام کرکے کچھ اللہ کے حضور پہنچ گئے تو کچھ مجبوراً اس سے الگ ہوگئے یا کر دیئے گئے۔ اب یہ ادارہ جن بزرجمہروں کے تصرف اور قبضہ میں ہے، ان میں سے ڈاکٹر محمد خالد مسعود، چیئر مین اسلامی نظریاتی کونسل (جو اَب ریٹائر ہوگئے ہیں) اور جناب جاوید احمد غامدی جیسے "روشن دماغ اسکالر" قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر محمد خالد مسعود صاحب کے عقائد و نظریات اور ان کے دل و دماغ میں پروان چڑھنے والے جدت پسندی کے افکار و نظریات کا تذکرہ سال رفتہ، انہیں صفحات میں تفصیل سے آچکا ہے، آج کی نشست میں اس ادارہ کے ایک "نامور" رکن جناب جاوید احمد غامدی کے قرآن، و سنت، اجماع امت اور چودہ سو سالہ تعامل کے خلاف انوکھے اور جدید نظریات پر کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے، بلاشبہ اس وقت جناب جاوید احمد غامدی سرکاری سرپرستی، اسلامی نظریاتی کونسل کی بیساکھیوں اور ٹی وی مذاکروں اور پروگراموں کی "برکت" سے شہرت کی بلندیوں پر ہیں۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ میرے جیسے کم علم "کٹھ ملا"، "تنگ نظر"، "شدت پسند"، "تاریک خیال" اور "انتہا پسند" کی بات کا، غامدی صاحب جیسے: "تجدد پسند"، "کھلے دماغ" اور "مجتہدانہ صلاحیتوں کے مالک"، "حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے کے منصب پر فائز"، "جدید دین و شریعت کے موجد" دورِ حاضر کے تقاضوں سے میل نہ کھانے والے، دین سے آزادی دلانے اور اس کی دورِ حاضر کے تقاضوں سے میل کھاتی جدید تعبیر و تشریح کرنے والے روشن دماغ اسکالر، کے مقابلہ میں، کوئی وزن نہ ہو، یا اس کو سننے، سمجھنے یا اس پر غور و فکر کے لئے کوئی تیار نہ ہو۔

اسی طرح ماہنامہ البینات (ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ جنوری ۲۰۰۸ء، جلد ۷۰) میں ہے:

کیا اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں؟

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئر مین کی خدمت میں!

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اسلام دشمن قوتیں، ان کے آلہ کار اور ان کے وظیفہ خوار ہمیشہ سے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے 'ان کے جذبات سے کھیلنے' انہیں مشتعل کرنے' انہیں ذہنی کوفت و تکلیف سے دوچار کرنے 'ان کے دینی' ملّی اور مذہبی احساسات کو پامال کرنے اور انہیں طیش دلانے کو اپنا فرض اور حق سمجھتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اذیت 'تکلیف' اضطراب 'بے چینی اور بے کلی و بے بسی میں ان کی دلی تسکین اور ذہنی راحت کا سامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسی گھناؤنی حرکات اور شرمناک کردار ادا کرتے رہتے ہیں 'جس سے نہ صرف مسلمان بلکہ پوری ملت اسلامیہ تڑپ کر رہ جائے اور محمد عربی ﷺ کے نام لیوا بلبلا اٹھیں۔ اگر کسی زمانہ میں دین الٰہی کے بانی، اکبر بادشاہ اس کے حواریوں، ابوالفضل و فیضی کے جانشین، ایئر مارشل ایوب خان اور ڈاکٹر فضل الرحمن جیسے ملحدوں نے مسلمانوں کے دین و مذہب اور منصوصات شرعیہ پر تیشہ چلاکر مسلمانوں کو آتش زیر پا کیا تھا، تو آج ان کے جانشینوں کی گز گز کی زبانیں قرآن و سنت اور دین و مذہب کے خلاف باہر آچکی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس دور میں ایسے ملحدوں اور دین دشمنوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی، انہیں انگلیوں پر گنا جاسکتا تھا اور قرآن و سنت سے بغاوت پر مبنی ان کی ہفوات کو "آوازِ سگاں" سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں تھی 'چنانچہ ایسے لوگوں کو اسلام کے خلاف لب کشائی کی ہمت و جرأت نہ تھی، مگر ہائے افسوس! کہ مسلمان ان کے دانت توڑنے کی پوزیشن میں نہیں، چنانچہ دور حاضر کے ابوالفضل و فیضی کا ایک بیان پڑھیئے اور سر دھنیئے! "اسلام

آباد (آئی این پی) اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر خالد مسعود نے کہا ہے کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات نہیں ہے 'یہ مولانا مودودی کی فکر تھی 'اسلام صرف مکمل دین ہے 'اسلام میں چہرے کا پردہ ہے نہ سر کا 'یہ محض معاشرتی رواج ہے 'حجاب صرف نبی کی ازواج کے لئے تھا 'ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز ایک خصوصی انٹرویو میں کیا 'ڈاکٹر خالد مسعود کا کہنا تھا کہ اگرچہ داڑھی سنت ہے 'تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں داڑھی رکھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کے قانون میں کمزوریاں ہیں 'ان کمزوریوں کو دور کیا جانا چاہئے 'اسلامی قانون کے مطابق اگر کسی کے منہ سے توہین پر مبنی الفاظ نکل گئے ہیں تو اسے توبہ کا موقع ملنا چاہئے 'لیکن ہمارے یہاں ایسا نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ حدود اللہ کا کوئی تصور قرآن میں موجود نہیں 'یہ تصور فقہاء حضرات کا ہے کہ مخصوص سات جرائم کو حدود اللہ کہا جائے"۔ (روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۷/نومبر ۲۰۰۷ء ص:۸) گویا کل تک جو کام اسلام دشمن نہیں کر سکتے تھے 'آج وہی کام ان کے نفس ناطقہ، ترجمان اور وظیفہ خوار انجام دے رہے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ یہ سب کچھ عوام کے خون پسینہ کی کمائی، قومی خزانہ اور پاکستان کے بیت المال پر پلنے والے، نام نہاد مفکرین، اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اسلامی جمہوریہ اور اس کی اسلامی نظریاتی کونسل کی چھتری کے نیچے بیٹھ کر انجام دے رہے ہیں، گویا اسلام کے نام پر ہی اسلام کی بنیادوں کو کھودا جارہا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ نظری 'بصری میڈیا 'قومی اخبارات اور لادین رسائل ومجلات بھی نہایت عیاری 'ہوشیاری اور غیر محسوس انداز میں نئی نسل کو الحاد 'زندقہ 'اور لادینیت ودہریت کے گہرے غاروں میں دھکیلنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہیں، بلکہ سادہ لوح عوام اور نئی نسل کے قلوب میں دین ومذہب سے نفرت وبیزاری کا بیج بو کر انہیں قرآن وسنت اور دین وملت سے متنفر کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے۔ مذکورہ بالا بیان بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین نے ایک ہی سانس میں اللہ، رسول، قرآن، سنت، اسلام، اسلامی دستور اور مسلمانوں کے دین ومذہب کو اتنا گالیاں دے ڈالی ہیں کہ شاید یہود ونصاریٰ اور اسلام دشمن بھی ایک سانس میں اس قدر ہرزہ سرائی کی ہمت وجرأت نہ کر پاتے، مثلاً موصوف فرماتے ہیں کہ:

۱- اسلام مکمل ضابطہ حیات نہیں ہے۔

۲- اسلام میں چہرے اور سر کا پردہ نہیں۔

۳- حجاب اور پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لئے تھا... گویا مسلمان خواتین سر اور منہ چھپانے کی مکلف نہیں ہیں

۴- داڑھی مسلمانوں کا شعار نہیں، کیونکہ ابتدائے اسلام میں کافر ومسلم سب ہی داڑھی رکھتے تھے... گویا اس پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔

۵- قانون توہین رسالت میں کمزوریاں ہیں اور ان کمزوریوں کو دور کیا جانا چاہئے، گویا اس قانون میں سقم ہے اور جس قانون میں کسی قسم کا سقم پایا جائے وہ ناقابلِ عمل ہوتا ہے، اس لئے یہ قانون ناقابلِ عمل ہے۔

۶- قرآن میں حدود اللہ کا کوئی تصور نہیں، گویا چور، ڈاکو، زانی، شرابی اور قاتل وغیرہ پر کوئی حد نہیں لگنی چاہئے۔ کیا کوئی ادنیٰ مسلمان اور دین دار انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ یہ "ارشادات" کسی اسلامی ملک کی اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین یا کسی ذمہ دار کے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ کسی معمولی عقل وفہم کے انسان اور مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اسلام، اسلامی آئین اور قرآنی دستور کے خلاف ایسی سوقیانہ اور گھٹیا فکر وسوچ رکھتا ہو۔ دراصل ڈاکٹر صاحب زندگی بھر بیرونی تعلیم گاہوں اور ملحد اساتذہ کے زیر تربیت رہے ہیں جن کے الحاد وزندقہ نے ان کے قلب ودماغ میں جگہ پکڑلی ہے، اس لئے اب موصوف ان کی اسی ملحدانہ فکر سے سوچتے، ان کی آنکھوں سے دیکھتے اور انہیں کی زبان سے بولتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو مسلمانوں کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی بلکہ ان کی مغربی عینک میں ہر چیز ناقص ونامکمل

نظر آتی ہے، حتی کہ ان کو اسلام بھی نامکمل و ناقص دکھائی دیتا ہے، وہ نہیں چاہتے کہ کوئی مسلمان خالص قرآن و سنت پر عمل کر کے پکا سچا مسلمان کہلائے، بلکہ ان کے نزدیک اسلام اور اسلامی دستور اور قانون وہی معتبر ہے، جس پر مغرب اور مغربی آقاؤں کی مہر تصدیق ثبت ہو۔

قارئینِ کرام! اسلامی نظریاتی کونسل کے کارہائے منصبی پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ کونسل فقط "سفارشی اور مشاورتی کونسل" ہے، اس کونسل کی وجہ سے کوئی غیر شرعی قانون پاس ہونے سے روکا نہیں جاسکتا، یعنی ایسا نہیں کہ ایک مرتبہ اس کونسل میں منظور شدہ قانون مشاورت کے لیے بھیجا جائے تو جب تک وہ کونسل سفارش اور مشورہ نہ دے تو اسے نافذ نہیں کیا جائے گا، بلکہ بدون اس کے کہ ان کا مشورہ اور سفارش سامنے آئے وہ قانون نافذ العمل ہو سکتا ہے، جیسا کہ آئین کی دفعہ ۲۳۰ کی شق (۳) میں ہے: "جب کوئی ایوان، کوئی صوبائی اسمبلی، صدر یا گورنر، جیسی بھی صورت ہو، یہ خیال کرے کہ مفاد عامہ کی خاطر اس مجوزہ قانون کا وضع کرنا جس کے بارے میں سوال اٹھایا گیا تھا مشورہ ہونے تک ملتوی نہ کیا جائے، تو اس صورت میں مذکورہ قانون مشورہ مہیا ہونے سے قبل وضع کیا جا سکے گا۔"

...جاری ہے

الیکشن 2024ء
چہرے نہیں نظام بدلو

مولانا خالد قریشی

عمران خان یا پی ٹی آئی کو درمیان سے ہٹا کر اسٹیبلشمنٹ نے اس بار دو آزمودہ اور گرد آلود ٹیموں کو میدان میں اتارا ہے، مگر فرق صرف اتنا ہے کہ ایک ٹیم کا کپتان پرانا ہے اور ایک بطور کپتان ڈیبیو کر رہا ہے۔

گو کہ عمران خان بھی تب ہی وزیر اعظم بنا اور تب تک رہا جب تک اسٹیبلشمنٹ کو منظور تھا، مگر افسوس کہ runnig between the wicket میں miss under standing ہوئی اور کمزور کھلاڑی کو رن آؤٹ ہونا پڑا اور اسٹیبلشمنٹ ایک بار پھر مجبور ہوئی کہ پرانے چہروں کو ایک بار پھر آزمالیا جائے۔

عام طور پر اگر ووٹنگ سسٹم یا جمہوری نظام کی بات کریں تو شاید یہ موضوع بہت طویل ہو جائے گا اور ہم جیسے ناچیز اس پر کماحقہ لکھنے سے بھی قاصر ہیں، اس پر جید علمائے کرام کی تحاریر و تقاریر موجود ہیں، اسی کا مطالعہ کیا جائے۔ ان سب کو دیکھتے ہوئے کم از کم یہ بات سمجھ میں آ ہی جاتی ہے کہ مروجہ جمہوریت کے ساتھ مغربی لکھیں یا مشرقی، اسلامی لکھیں یا نہ لکھیں، ہر زاویے سے یہ مسلمانوں پر بزور بازو مسلط کردہ ظالمانہ، غیر عادلانہ اور غیر اسلامی نظام ہے۔ تو ہم بات کرتے ہیں پاکستان میں رائج جمہوریت اور جمہوری پارٹیوں کی سیاست کی، جس نے پاکستانی قوم کو موت کے کنویں پر لاکھڑا کر رکھا ہے۔

اولا تو پاکستان صرف نام کا جمہوری ملک ہے، یا یوں کہیں کہ یہ سرزمین بیچاری حاصل اسلام کے نام پر ہوئی جس کیلئے لاکھوں لوگوں نے مختلف صورتوں میں قربانیاں دیں، ظاہراً جمہوری ہے جس کیلئے ہر چار پانچ سال بعد قوم کا اربوں روپے خرچ ہوتا ہے اور اندر سے ایک مکمل فوجی کالونی ہے جس کی وجہ سے ملک کی معاشی، سیاسی اور خارجہ پالیسی صفر ہے۔

شاعر کہتا ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
رہے دل میں ہمارے یہ رنج و الم
نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

یہی وجہ ہے کہ تحریک طالبان پاکستان کا محاذ پاکستانی مسلح اداروں خصوصا فوج و آئی ایس آئی کیخلاف کھلا ہے کہ یہ اس ملک پر ایسے مسلط ہیں جس کے ہوتے ہوئے اسلام تو کیا جمہوریت بھی ناکام ہے، اگر یہ نہ ہو تو یہاں اسلامی نظام کا نفاذ کیلئے راہ بہت زیادہ ہموار ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

پھر اگر دیکھا جائے تو چہرے کئی مرتبہ پورے ملک اور سالہا سال مختلف صوبوں پر بادشاہی کر چکے ہیں، انہوں نے قوم کو کیا دیا؟۔ اس بار میڈیا پر زیادہ چیخنے والی پارٹیاں "پاکستان مسلم ن" اور "پاکستان پیپلز پارٹی" ہیں، جنہوں نے "معاشی استحکام" اور "روٹی، کپڑا، مکان" کے نعرے لگا کر قوم کو ورغلائے رکھا اور صرف اپنے خزانے بھرے رکھے۔ آج ہی پاکستان کے اپنے چینل جیو نیوز پر "الیکشن سیل" ویڈیوز دیکھیں کہ لاہور اور کراچی جیسے بڑے اور ترقی یافتہ شہروں میں پاکستانی عوام بجلی، گیس، پانی، سیوریج، گٹر کے ڈھکن، صحت، تعلیم اور سڑک جیسے انتہائی بنیادی مسائل کا شکار ہیں۔

اقوام متحدہ کی ۲۰۲۲ء میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں ہے کہ "اس میں شبہ نہیں کہ مظفر گڑھ سمیت جنوبی پنجاب کے اضلاع کی اکثریت پسماندگی کا شکار ہے۔ ماضی میں ان علاقوں سے منتخب ہونے والے ارکان اسمبلی نے بھی ان کی تعمیر و ترقی میں کوئی نمایاں کردار ادا نہیں کیا جس کی وجہ سے یہ علاقے تعلیم، صحت و صفائی اور چائلڈ لیبر جیسے مسائل کا شکار ہوئے۔ اسی طرح سندھ کے صحرائے تھر کے بارے میں دنیا نیوز کی ایک خبر ملاحظہ فرمائیں جو کہ مارچ ۲۰۲۳ میں شائع ہوئی:

"محکمہ صحت کے اعداد و شمار کے مطابق تھرپارکر کے سرکاری

ہسپتالوں میں گزشتہ ۱۴ ماہ کے دوران ایک ہزار سے زائد بچے اپنی زندگی کی جنگ ہار گئے۔ محکمہ صحت کا کہنا ہے کہ اموات کی بڑی وجہ بچوں کی بہتر نشوونما نہ ہونا شامل ہے، دوسری جانب مریضوں نے کہا ہے کہ ہسپتالوں میں ڈاکٹرز دستیاب ہیں نہ ہی ادویات دستاب ہیں۔"

رہی بات تجربے کی، تو معزز قارئین! آپ نے ۷۵ سالوں میں دیکھ اور سن لیا کہ جمہوریت کی چھتری تلے کوئی بھی اپنے نعرے میں کامیاب نہیں ہوا، اس راستے...

نہ تو اسلام نافذ ہوا

نہ روٹی کپڑا مکان ملا

نہ پاکستان معاشی طور پر مستحکم ہوا

نہ ایک کروڑ نوکریاں ملیں

نہ صوبہ کراچی بنا

نہ صوبہ ہزارستان بنا

نہ صوبہ جنوبی پنجاب بنا

نہ پختونخوا پر، خپل اختیار چلا

نہ بلوچستان کے مسائل حل ہوئے

اور...

نہ ہی مہنگائی ختم ہوئی۔

عوام پاکستان سے بہت ہی سنجیدہ گزارش ہے کہ وہ ان انتخابات کا ہمیشہ کیلئے بائیکاٹ کریں، ووٹ کا استعمال چھوڑ دیں، اس میں نہ آپکی دنیوی بھلائی ہے اور نہ اخروی بلکہ دنیا کہ رسوائی تو آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔ اس موقع پر ایک لطیفہ یاد آیا کہ دو چرسی کسی کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا کہ کیا گندی بدبو آ رہی ہے تم سے، جاؤ کپڑے بدلو، وہ گئے اور آپس میں کپڑے بدل لیے۔ یہی حال ووٹ دینے والوں کا ہے کہ وہ ایک چرسی کے کپڑے لیتے ہیں دوسرے کو پہنا دیتے ہیں جس سے تبدیلی تو آتی ہے، مگر بدبو برقرار رہتی ہے۔ لہذا... ہمیں چہرے نہیں، نظام بدلنے کی ضرورت ہے، ایسا نظام جو لوگوں کی رائے کا محتاج نہ ہو، اور وہ نظام ہے "لا الہ الا اللہ" کا۔ جہاں صرف ایک امیر کی چلتی ہے اور سب پر اس کا حکم ماننا لازم ہوتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں ہماری پیاری سرزمین پر اپنا پیارا نظام دکھائے۔ آمین۔

پاکستانیوں کا خون بمقابلہ افغانی، طنز

سلمان حمزہ ڈیروی

جناب عاصم منیر صاحب!

آپ نے فرمایا کہ ایک پاکستانی کا خون تمام افغانوں سے بڑھ کر ہے، تو اس حوالے چند سوالات تھے، جو اگر میں وہاں طلباء کے بیچ ہوتا تو ضرور پوچھتا... کہ آپ کے ہاں اتنا قیمتی خون کس پاکستانی کا ہے؟

مسلمان پاکستانی کا یا غیر مسلم پاکستانی کا؟

امیر پاکستانی کا یا غریب پاکستانی کا؟

وردی والے پاکستانی کا یا سول پاکستانی کا؟

پنجابی پاکستانی کا یا پشتون و بلوچ پاکستانی کا؟

فوج کے حامی پاکستانی کا یا مخالف پاکستانی کا؟

نو مئی کے بعد والے پاکستانی کا یا اس سے پہلے کے پاکستانی کا؟

ریٹائرمنٹ کے بعد ملک میں رہنے والے پاکستانی کا یا فرانس و آسٹریلیا جانے والے پاکستانی کا؟

شناختی کارڈ والے پاکستانی کا یا اداروں کی جانب سے امن کارڈ وغیرہ کے ذریعے تصدیق شدہ پاکستانی کا؟

لال مسجد کے مقتول پاکستانی کا یا اس کے مقابلے میں مارے جانے والے پاکستانی کا؟

نیروبی میں قتل ہونے والے پاکستانی کا یا ریمنڈ یوس کے مقتول پاکستانی کا؟

اور ہاں...!

ٹی ٹی پی والے پاکستانی کا بی ایل اے والے پاکستانی کا؟

آخر کس قسم کے پاکستانی کا خون قیمتی ہے؟ اگلی کسی کانفرنس میں وضاحت ضرور کرنا اور "پہلے سوچو، پھر تولو، پھر بولو" کے قاعدے پر عمل کرتے ہوئے صحیح جواب دینا، ایسا نہ ہو کہ وہ جواب بھی دو قوموں کے درمیان مزید تنازعات کا باعث بنے

75 کُل حملے

سال (2024ء) ماہ جنوری (جمادی الثانی-رجب المرجب)

نقصان اٹھانے والے ادارے

- فوج 71
- پولیس/لیویز 44
- ایف سی 35
- 10

جانی نقصان

160

- ہلاکتیں 70
- زخمی 90

نوعیتِ عملیات

- 15 سنائپر/لیزر حملے
- 14 تعارضی حملے
- 11 گرنیڈ/بم دھماکے
- 11 گھات حملے
- 11 ٹارگٹڈ حملے
- 07 جوابی حملے
- 05 گوریلہ حملے
- 01 میزائل حملے

دشمن سے حاصل شدہ سامان

- 01 ایم پی فائیو گن
- 02 عدد کلاشنکوف

تخریب

- 01 عدد ڈرون کیمرہ
- 05 عدد فوجی گاڑیاں
- 04 عدد کیمرے
- 02 عدد پولیس موبائلز





جنوری

رواں سال 2024ء ماہ جنوری میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی رپورٹ!

تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین سال ۲۰۲۴ء ماہ جنوری میں کل ۸۷ حملے کیے، جس میں عسکری و خفیہ اداروں کے ۱۶۰ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

کارروائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

یکم جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے جمعہ خان خوڑ میں واقع پولیس چوکی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کر کے ایک پولیس اہلکار کو زخمی کر دیا۔

۰۲/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے مانجی گاؤں میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قلعے پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل میں فوجی قلعے پر جی ایل کے گولے فائر کیے گئے جو قلعے کے اندر لگے جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۰۴/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل رزمک کے علاقے ناؤل ثڑئے میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر مائن بلاسٹ کی جس کے نتیجے میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے علاقے منڈان میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس تھانے پر لیزر گن سے حملہ کر کے ایک پولیس اہلکار کو ہلاک کر دیا جبکہ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی مار گرایا۔

۰۵/جنوری/۲۰۲۴ء

صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کے تھانہ زرغون آباد ایریا کے

عبد الخالق روڈ کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس سب انسپکٹر کی گاڑی پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوا۔

۷/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، ایف آر بنوں کی تحصیل جانی خیل کے علاقے ممیتن خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر مائن بلاسٹ کی جس کے نتیجے میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن کے علاقے زیڑ کنی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے چھاپے کی نیت سے آنے والے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں متعدد اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے جبکہ ایک گاڑی بھی الٹ کر کھائی میں جا گری۔

۸/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقے بیلوٹ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس موبائل پر مائن بلاسٹ کی جس کے نتیجے میں کم سے کم چھ پولیس اہلکار ہلاک جبکہ دس شدید زخمی ہوئے۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے بائی پاس روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ناپاک فوج کے دو اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۹/جنوری/۲۰۲۴ء

صوبہ بلوچستان کے ضلع قلعہ عبد اللہ کے علاقے جنگل پیر علیزئی میں لیویز تھانے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا جس میں لیویز کا ایک اہلکار شدید زخمی ہوا۔

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے علاقے منڈان میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس پر حملہ کر کے دو پولیس اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے علاقے منڈان میں ایک کارروائی کے بعد سیکیورٹی فورسز اور پولیس نے مجاہدین کے خلاف آپریشن شروع کیا جہاں وقفے وقفے سے شدید جھڑپ ہوئی، جھڑپ میں ایک آفیسر سمیت چار اہلکار ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔ اس جنگ میں ہمارے دو مجاہد ساتھی بھی شہید ہوئے۔

ولایت کوہاٹ، کوہاٹ انڈس ہائی وے پر لاچی ٹول پلازہ کے قریب پولیس چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں پانچ پولیس اہلکار ہلاک ہوئے اور ان کا اسلحہ بھی مجاہدین نے قبضے میں لیا۔

ولایت کوہاٹ، کوہاٹ انڈس ہائی وے پر لاچی ٹول پلازہ کے قریب پولیس چیک پوسٹ کی مدد کیلئے آنے والی پولیس گاڑی پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا جس میں ہلاکتوں کا امکان ہے۔

۱۰/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت میں میانوالی روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ناپاک فوج کے کم سے کم بارہ ۱۲ اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ فوجی اہلکاروں کو اٹھانے کے لئے دو ہیلی کاپٹرز اور ۵ ایمبولینسز آئیں۔ اس جھڑپ میں ہمارے دو مجاہد ساتھی بھی شہید ہوئے۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے تاجوڑی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور ایک کو زخمی کر دیا جبکہ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی مار گرایا۔

۱۱/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل جنڈولہ کے علاقے پنگ پیو اسر فوجی پہرہ داروں پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا جس میں ایک اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل رزمک کے علاقے ناوَل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر مائن بلاسٹ کی جس کے نتیجے میں ایک فوجی اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے حاجی مرمر میں ایف سی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کر کے ایک اہلکار کو ہلاک کیا اور ان کی واٹر سپلائی لائن کاٹ دی۔

۱۲/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن بازار میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے آئی ایس آئی اہلکار حزب اللہ کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خدی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کا ناپاک فوج کے ساتھ سامنا ہوا اور جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں ناپاک فوج کے کم سے کم چھ اہلکار ہلاک ہوئے جبکہ ہمارا ایک ساتھی بھی شہید ہوا۔

ولایت پشاور، ایف آر پشاور کے علاقے شیر کیرہ میں ناپاک فوج، سی ٹی ڈی اور فوج کی طرف سے بنائے گئے لشکر نے مشترکہ طور پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے ۱۳ اہلکاروں کو ہلاک کرتے ہوئے چھاپے کو ناکام بنا دیا۔

۱۳/جنوری/۲۰۲۴ء

صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کے علاقے سیٹلائٹ ٹاؤن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس اہلکار محمد افضل کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درزندہ میں برج فیکٹ کے نیچے پانی میں مشین لگانے کیلئے آئے ہوئے ایف سی حوالدار کو تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

ولایت پشاور، ضلع شبقدر میں فوج کو سرنڈر کردہ شخص ببر شیر کو مجاہدین نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۱۵/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے تریخ تلائی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۶/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کی تحصیل غزنی خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قلعے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے عمر اڈہ کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے آئی ایس آئی اہلکار علی کو گرفتار کر کے مکمل تحقیق کے بعد قتل کر دیا۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے لٹکہ نرگوسہ میں ناپاک فوج نے چھاپہ مارا لیکن مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے چھاپے کو ناکام بنادیا اور جوابی حملہ کرتے ہوئے بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

ولایت پشاور، ضلع پشاور کے تھانہ ریگی کی حدود شاہی بالا میں تحریک طالبان پاکستان نے پشاور ہائیکورٹ میں ڈیوٹی انجام دے کر واپس گھر جانے والے دو پولیس اہلکاروں کو ٹارگٹڈ حملے کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں کانسٹیبل مرسلین ہلاک جبکہ کانسٹیبل عدنان شدید زخمی ہوا۔

۱۷/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے غزنی خیل میں شہباز خیل تھانے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں کئی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے ہیں۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے غزنی خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس تھانے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس میں پولیس کو جانی ومالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں ایف سی اہلکار سپر کی پوسٹ سے پیدل جاتے بم دھماکے کا نشانہ بنے جس میں کئی اہلکاروں کے ہلاک وزخمی ہوئے۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کے علاقے کڑی شموزئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوج کو پہلے بم دھماکے اور اس کے بعد آنے والے فوجیوں کو گھات حملے کا نشانہ بنایا، جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے کوٹ اعظم میں ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کرکے دو اہلکاروں کو ہلاک وزخمی کیا۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے تریخ تالائی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کے اسنائپر حملے میں ایک ایف سی اہلکار ہلاک، جبکہ ایک کیمرہ تخریب کا نشانہ بنا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروآ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے یکے بعد دیگر گھات اور مائن حملے کرکے دو گاڑیوں کو مکمل تخریب کا نشانہ بناتے ہوئے آٹھ فوجی اہلکاروں کو ہلاک وزخمی کیا۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کی تحصیل غزنی خیل، تھانہ شہباز خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس پر تعارضی حملہ کیا، جس میں ۷ پولیس اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

۱۸/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ایف آر ٹانک کے علاقے پینگ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر لیزر گن، راکٹوں اور جی ایل و ہینڈ گرنیڈز سے حملہ کیا، جس میں متعدد فوجی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

ولایت پشاور، ایف آر پشاور میں تحریک طالبان پاکستان کے ایک خفیہ دستے نے ریاستی خفیہ اداروں کے آلہ کار امجد فاروق پر فائرنگ کی جس سے وہ شدید زخمی ہوگیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کی تحصیل درزندہ

میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدیم مے فوج کی گاڑی پر بم دھماکہ کیا، جس میں ایک اہلکار ہلاک، متعدد زخمی اور گاڑی تباہ ہو گئی۔

۱۹/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے گڑ ندئی خولہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے سنائپر کے ذریعے ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے کوہی بازار میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس چوکی پر تعارضی حملہ کیا، جس میں چھ اہلکار ہلاک و زخمی اور ایک پولیس موبائل تخریب کا نشانہ بنا۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے شاہ حسن خیل میں واقع فوجی کیمپ کو تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے بھاری ہتھیاروں سے حملے کا نشانہ بنایا، جس میں کم از کم دو اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل لونی میں فوج نے عام لوگوں کو گھروں میں محصور کر کے چھاپہ مارا، جس کے جواب میں مجاہدین نے حملہ کر کے متعدد فوجیوں کو ہلاک و زخمی کر کے چھاپے کو ناکام بنا دیا۔ دو مجاہدین بھی شہید ہوئے۔

۲۰/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے جنتہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی ٹرک کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا، جس میں چار فوجی ہلاک، متعدد زخمی اور ٹرک تباہ ہو گیا۔

۲۱/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے کوٹ اعظم میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں فوج کے ۱۴ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں مڈی میں مجاہدین نے پولیس چیک پوسٹ پر تعارضی حملہ کیا گیا، جس میں آٹھ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

اسی رات پولیس کی مدد کو آنے والے اہلکاروں کے قافلے کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا گیا جس میں پولیس موبائل تخریب کا نشانہ بنی اور اس میں سوار اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت پشاور، ضلع پشاور کے تھانہ ریگی کی حدود میں مجاہدین کے ایک خفیہ اور پیچیدہ آپریشن میں میجر اسلم نامی فوجی عہدیدار کو ہلاک کر دیا گیا۔

۲۲/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے خواجہ خدر سر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے سنائپر حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل علاقے گڑیوم میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی گاڑی پر اسنائپر حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں کھجوری چیک پوسٹ کے قریب فوجی قلعے پر مجاہدین جی ایل کے ذریعے حملہ کیا، جس میں جانی و مالی نقصان کا امکان ہے۔

ص 35

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے شوغار میں مجاہدین کے اسنائپر حملے میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوا۔

۲۳/جنوری/۲۰۲۴ء
ولایت جنوبی پنجاب، ضلع ڈیرہ غازی خان میں جھنگی چیک پوسٹ کے قریب فوج پر تحریک طالبان پاکستان نے حملہ کیا، جس میں جانی ومالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کے علاقے زرمیلنہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوج پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں متعدد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۴/جنوری/۲۰۲۵ء
ولایت بنوں، ضلع بنوں کی تحصیل ڈومیل کے علاقے گانگی خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی گاڑی پر گھات حملہ کیا، میں جانی ومالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۲۵/جنوری/۲۰۲۴ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے مانجھی قلعہ میں واقع فوجی مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے راکٹس اور دیگر اسلحے کے ساتھ حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے سرائے گمبیلا میں فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، جس کا فوری جواب دیتے ہوئے مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں فوج کے درجنوں اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔ حملے میں فوج کا ایک ڈرون کیمرہ بھی گرایا گیا اور مجاہدین نے اسلحہ بھی حاصل کیا۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے دوجنگی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوج کے سامنے تسلیم ہونے اور جاسوسی کرنے والے خفیہ اہلکار نیاز بادشاہ کو ٹارگٹ کر کے قتل کر دیا۔

ولایت ملاکنڈ، ضلع ملاکنڈ کے علاقے سخاکوٹ میں ایف سی کے تور پل خان پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کے دستی بم حملے میں لیویز کے تین اہلکار زخمی ہو گئے۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے تنگی کنڈؤ میں ایف سی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس میں جانی نقصان کا امکان ہے۔

۲۶/جنوری/۲۰۲۴ء
ولایت پشاور، ضلع پشاور کے چارسدہ روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس کانسٹیبل حاجی کامران کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۲۸/جنوری/۲۰۲۴ء
ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقہ شاہ حسن خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۲۹/جنوری/۲۰۲۴ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے غونڈئی، وڑو کے نہر چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں تین ایف سی اہلکار زخمی ہوئے۔

۳۰/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے کانڈے کاکاخیل میں فوج کیلئے راشن لے جانے والے ٹرک پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے گھات حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوگیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے شام پلین میں مجاہدین فوجی ٹینک پر بم دھماکہ کیا، جس میں جانی ومالی نقصان کا امکان ہے۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کے تحصیل باڑہ، منڈی کس میں واقع فوجی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں چار اہلکار ہلاک اور تین زخمی ہوئے، جبکہ فوج کا اسلحہ بھی مجاہدین کے ہاتھ لگا۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں ہی فوج کی مدد کیلئے آنے والی Quick response force پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا، جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرانشاہ کے علاقے تپی میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، جوابی کارروائی کرتے ہوئے مجاہدین نے فوج کا چھاپہ ناکام بنایا، جھڑپ میں ایک فوجی اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۳۰/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں واقع چورہ جبار ایف سی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کرکے پانچ اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علی مسجد، از غومیلہ میں لیزر گن سے حملہ کرکے ایک اہلکار کو ہلاک کردیا گیا۔

۳۱/جنوری/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، آیف آر پشاور میں فوج کیلئے جاسوسی کرنے والے آیاز نامی شخص کو تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ٹارگٹ کرکے ہلاک کردیا۔

موجودہ جمہوریت،

شیخ ولی اللہ کابلگرامی رحمہ اللہ کی نظر

وجمهورية عصرنا هذا فيها إعطاء سلطة التشريع غيره سبحانه وفيها اسناد الأمر إلى غير أهله وفيها تأمير الفساق في الأكثر الغالب دون الأهل والصالحين...إلى ان قال جمهورية عصرنا في العالم كله ضد.

اور ہمارے زمانے کی جمہوریت میں اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو قانون سازی کا اختیار دینا، اور اس معاملے کو نا اہلوں کے سپرد کرنا ہے، اور اکثر اس میں فساق کو امیر (سربراہ) بنایا جاتا ہے نہ کہ اہل اور صالح لوگوں کو مزید فرماتے ہیں کہ یہ جمہوریت پورا کا پورا (اسلام کے) مخالف ہے

الاِعلام الأعلام : ص 247